336 | مارچ ۲۰۱۰ء

مدیرِ اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی
حفظہ اللہ

مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ملّتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

مُحدِّث

۲ مدیرانِ دینی صحافت کی سہ روزہ ورکشاپ
۱۷ اسلامی ریاست کے اختیارات کا مسئلہ
۵۵ ویلنٹائن ڈے اور ہماری نوجوان نسل

مجلس التحقیق الاسلامی
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL
PAKISTAN

مجلس التحقیق الاسلامی

اہم اعلان

معزز قارئین کرام! کتاب وسنت ڈاٹ کام پرآن لائن مطالعہ اور ڈاؤن لوڈنگ کے لیے مہیا کیے جانے والے تمام یونی کوڈ رسائل وجرائد چونکہ سوفٹ ویئر کی مدد سے ان پیج سے یونی کوڈ میں تبدیل کیے جاتے ہیں لہذا ان میں اغلاط کا امکان بہرحال موجود ہے۔یونی کوڈ فارمیٹ میں مہیا کرنے کا بنیادی مقصد سرچنگ میں سہولت پیدا کرنا ہے۔لہذا آپ سے التماس ہے کہ برائے مہربانی غلطیوں سے محفوظ مواد کے حصول کے لیے پی ڈی ایف(PDF)فارمیٹ میں موجود فائلز کو ڈاؤن لوڈ کیجیے۔نیز نوٹ فرمالیں کہ پی ڈی ایف (PDF)اور(Word)فائلز میں کسی بھی قسم کے اختلاف کی صورت میں ہمارے نزدیک (PDF) فائلز کو ترجیح ہوگی۔

گھر بیٹھے محدث وصول کیجئے

معزز قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کے لیے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں:

فی شمارہ:20روپے **زرسالانہ:**200روپے **بیرون ملک:**20ڈالر سالانہ

بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ 200 روپے بھیج کر سال بھر کے لیے گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں

ایڈریس: ماہنامہ محدث 99 جے بلاک ،ماڈل ٹاؤن،لاہور 54700

فون نمبرز:042-5866476,5866396,0321-4340803

نوٹ: برائے مہربانی ویب سائٹ کے ذریعے محدث آرڈر کرنے والے احباب ویب سائٹ کا حوالہ ضرور لکھیں۔شکریہ

مزید تفصیلات کے لیے webmaster@KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.Mohaddis.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی و اِصلاحی مجلّہ

ماہنامہ محدّث لاہور پاکستان

مدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی
Only For SMS
0333-4213525

حافظ عبدالرحمن مدنی

جلد ۴۲ رشمارہ ۳ —— ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ —— مارچ ۲۰۱۰ء

فہرست مضامین

فکر و نظر

مدیرانِ دینی جرائد کی ورکشاپ؛ ناقدانہ جائزہ — حافظ حسن مدنی — ۲

ایمان وعقائد

علم التوحید — محمد رمضان سلفی — ۱۷

تحقیق وتنقید

اسلامی ریاست کے اختیارات کا مسئلہ — محمد رفیق چودھری — ۳۷

معیشت و اقتصاد

خرید وفروخت کے زرّیں اسلامی اُصول (۳) — حافظ ذوالفقار علی — ۴۹

تہذیب وثقافت

ویلنٹائن ڈے اور ہماری نوجوان نسل — محمد عطاء اللہ صدیقی — ۵۵

مغرب اور عالم اسلام

تھرڈ ورلڈ اِزم اور مسلم قوم پرستی — محمد زاہد صدیق مغل — ۶۱

تذکرۃ المشاہیر

ابوعبید قاسم بن سلامؒ کے اَحوال وآثار — ڈاکٹر حافظ محمد طارق — ۷۲

زرِ سالانہ: ۲۰۰/= روپے

فی شمارہ: ۲۰/= روپے

زرِ سالانہ: ۲۰/= ڈالر

فی شمارہ: ۲/= ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 984
UBL - Model Town Crossing, Lahore

دفتر کا پتہ
۹۹ جے ماڈل ٹاؤن
54700 لاہور

☎ : 5866476
5866396
5839404

Email:
hhasan@wol.net.pk

Publisher:
Hafiz Abdul Rahman Madani

Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore

Islamic Research Council

محدّث کتاب وسنّت کی روشنی میں آزادانہ بحث وتحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کُلی اتفاق ضروری نہیں!

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

پاکستان میں اقوامِ متحدہ کے زیر نگرانی

دینی صحافت کے مدیران کی سہ روزہ ورکشاپ

پیش کردہ اَفکار ونظریات کا ناقدانہ جائزہ

اقوامِ متحدہ کے اِدارے Alliance of Civilizations (تہذیبوں کے اتحاد) کے تحت ۱۲ تا ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۹ء کے درمیان مشہور تفریحی مقام بھوربن کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل میں ایک سہ روزہ ورکشاپ کا انعقاد ہوا، جسے واشنگٹن اور برسلز کی این جی او Search for Common Grounds (مشترکہ اساسات کی تلاش) کے اسلام آباد آفس نے منظّم کیا تھا۔ سہ روزہ ورکشاپ میں پاکستان کی دینی صحافت کے مشہور جرائد کے مدیران کو شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ افتتاحی سیشن میں ورکشاپ کا مقصد "دینی صحافت کے مسائل کا اِدراک، درکار صلاحیتوں کا فروغ، دینی صحافت کی ضروریات کی تکمیل اور خصوصی مہارتوں کا فروغ" بیان کیا گیا۔

یوں تو اَقوامِ متحدہ اور اس جیسے مغربی ادارے مسلم اُمہ کے مسائل کو جس مخصوص نظر دیکھتے اور ان کے جیسے بامقصد حل کی تلقین کرتے ہیں، اس کا رخ اہل نظر سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، لیکن اپنے موضوع کی اہمیت اور ایسے نامور شرکا کے علم وفضل سے استفادہ اور ان کے ساتھ طویل وقت گزارنے کا یہ پہلا موقع تھا، جن کی تحریریں عرصۂ دراز سے پڑھی پڑھائی جاتی ہیں۔ کسی مجلّے کے مدیر کی شخصیت، اَفکار ورجحانات اور اَذواق اس کے زیر اِدارت مجلّہ اور اس کی تحریر میں بخوبی دکھائی دیتے ہیں، اس لئے بہت سے لوگوں کو ملنے کی خواہش نے راقم کو بھی اس ورکشاپ میں شرکت پر مجبور کردیا۔ ایک طویل عرصہ، کم وبیش دس برس کے بعد یہ ورکشاپ دینی صحافت کے مدیران کو مل بیٹھنے کا موقع فراہم کررہی تھی اور نوجوان اہل علم وقلم کی شرکت اس ورکشاپ کا طرۂ امتیاز تھی۔ ۲۲ کے لگ بھگ شرکا میں ہفت روزہ 'ایشیا' کے مدیر مرزا محمد اِلیاس، ماہنامہ 'الشریعۃ' کے مدیر محمد عمار خان ناصر، ہفت روزہ 'الاعتصام' کے مدیر حافظ احمد

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاکر، ماہنامہ 'عرفات' کے مدیر مولانا راغب نعیمی، 'ترجمان القرآن' کے نائب مدیر جناب امجد عباسی، 'الخیر' ملتان کے مدیر مولانا محمد ازہر، ماہنامہ 'السعید' کے مدیر سید طاہر سعید کاظمی (برادرِ خورد وفاقی وزیر مذہبی امور)، 'وائس آف پیس' کے مدیر قاضی عبدالقدیر خاموش، 'منہاج القرآن' کے مدیر ڈاکٹر علی اکبر ازہری، ماہنامہ 'میثاق' کے مدیر مرزا اَیوب بیگ اور خواجہ شجاع عباس (مدیر ماہنامہ پیام، اسلام آباد) موجود تھے، جبکہ 'الحق' اکوڑہ خٹک، 'ندائے خلافت' لاہور، 'صحیفہ اہل حدیث' کراچی اور 'ضیاے حرم' کی مجلسِ ادارت کے متحرک اَراکین بھی شریکِ مجلس تھے۔ اس ورکشاپ میں البلاغ، بینات، الاسلام، الفاروق کراچی اور جماعۃ الدعوۃ کے مجلّات 'حرمین' 'وجرار' اور 'طیبات' وغیرہ کے مدیران بوجوہ شرکت نہ کرسکے۔

ورکشاپ کے انتظامات انتہائی معیاری اور سہولیات سے بھرپور تھے۔ تین روزہ ورکشاپ کے دوران تمام شرکا کو پرل کانٹی نینٹل میں اعلیٰ رہائش اور سہ وقتی دعوتِ طعام کا اہتمام تھا، ہوائی سفر اور لانے لیجانے کے تمام انتظامات و اِخراجات اَقوام متحدہ کے ذیلی اِداروں نے برداشت کئے، ایک محتاط اندازے کے مطابق شرکت کرنے والے ہر فرد پر ۷۰ ہزار روپے اور پوری ورکشاپ پر نصف کروڑ روپے کے لگ بھگ اِخراجات کئے گئے تھے۔

مذکورہ بالا تفصیلات سے اس ورکشاپ کی اہمیت کی نشاندہی مقصود ہے، تاہم اپنے مقاصد میں یہ ورکشاپ کہاں تک کامیاب رہی؟ اس کے بارے میں ایک سے زیادہ آرا ہوسکتی ہیں۔ ورکشاپ میں بیان کردہ موضوعات واَہداف کے بین السطور میں پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ زاویۂ فکر کی تبدیلی، مغرب بالخصوص امریکہ کے بارے میں سافٹ کارنر پیدا کرنے کی کوشش، اشارہ کنایہ سے ان کا موقف بیان کرنا اور مغرب میں ہونے والی مادّی تحقیقات کو سامعین کے اَذہان میں اُنڈیلنا وغیرہ تھا۔

راقم الحروف کو تین برس قبل سرکاری دورۂ امریکہ اور بعض دیگر عالمی کانفرنسوں میں شرکت کی بنا پر یہ جستجو رہی کہ براہِ راست پیغام کے پس پردہ مخفی مقاصد کو پڑھا جائے اور یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ پاکستان کی دینی صحافت کے اہم اور حساس اَذہان پر یہ سرمایہ کاری آخر کیوں کی جارہی ہے؟ چنانچہ ورکشاپ کے مختلف سیشنوں کے درمیان لیکچرر حضرات کے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف دعووں اور مواقف کی گہرائی میں اُترنے اور ان پر بے لاگ تبصرہ کرنے کا موقع بھی ملا۔ بعض لیکچرز پر راقم کی خاموشی کے موقع پر مخلص احباب کا یہ اصرار بھی رہا کہ آپ اپنے تبصرے سے ہمیں ضرور مستفید فرمائیے تاکہ تصویر کے دوسرے رخ سے بھی ہمیں آگاہی حاصل ہوسکے۔ پروگرام میں بعض اہم بیانات پر جو تبصرے یا مؤاخذے کئے گئے، ان میں سے بعض حسبِ ذیل ہیں۔ ان موقعوں پر مرزا محمد الیاس، حافظ احمد شاکر، مولانا محمد ازہر، مرزا ایوب بیگ اور راقم کا موقف عموماً ایک دوسرے کی موافقت وتائید میں ہوا کرتا۔

❁ ورکشاپ کے پہلے سیشن میں ہر شریکِ مجلس سے چار سوال پوچھے گئے تاکہ شرکا کے رجحانات اور ان کی تجزیاتی صلاحیت کا اِدراک کیا جاسکے۔ تمام شرکا کو چار گروپ میں تقسیم کرکے ان میں سے ایک فرد کو اپنے ساتھیوں کے خیالات کی مشترکہ نمائندگی کا بھی موقعہ دیا گیا۔ راقم نے اپنے سوالات کے مختصر جوابات یوں دیے جبکہ دیگر افراد کی ترجمانی کرتے ہوئے ان کی طرف سے بعض مزید نکات کا اضافہ بھی کیا......:

✳ **سوال:** میں میڈیا میں کیوں آیا؟

جواب: میرا میڈیا میں آنے کا مقصد دین کے پیغام (رسالت) کو غلط مفاہیم اور آلائشوں سے پاک کرنا، اور خالص شریعتِ اسلامیہ کی تبلیغ و ترجمانی کرنا ہے۔ مزید برآں اُمتِ اسلامیہ کے حالات کا اسلامی نقطہ نظر سے تجزیہ اور اس میں اصلاحِ احوال کی کوشش کرنا۔

✳ **سوال:** میڈیا میں آپ کی دلچسپی کی چیزیں کیا ہیں؟

جواب: اپنے مقصد میں ہم تک کہاں کامیاب ہیں، اور اس سے استفادہ کا دائرہ کس قدر وسیع ہے۔

✳ **سوال:** میڈیا کے بڑے چیلنج کیا ہیں؟

جواب: قارئین کی دینی رہنمائی کے لئے بہترین اور معیاری مواد پیش کرنا اور امت کے احوال کا حقیقت پر مبنی تجزیہ کرنا۔

✳ **سوال:** عام اور دینی صحافت میں بنیادی فرق؟

جواب: دینی صحافت اللہ کی دعوت کو پھیلانے کے لئے ہوتی ہے جبکہ عام صحافت لوگوں کے باخبر رہنے کی جذبہ کی عکاس اور اسیر ہوتی ہے۔ اِبلاغ اور تبلیغ دونوں الفاظ کا مصدر و مادہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی ہے، بلاغ ایک نبوی منصب ہے گویا 'ابلاغ کا مقصد' اللہ کے دیے ہوئے پیغام کو انسانیت تک پہنچانا ہی ہے۔

❁ اس موقع پر تمام شرکا کے جوابات سننے کے بعد معاونِ کار، اظہر حسین صاحب نے دینی صحافت کو 'سٹریم لائن صحافت' سے دور یعنی عوام میں مقبول مرکزی صحافت سے خارج قرار دیا۔اس پر تبصرہ کرتے ہوئے شرکا نے اسے 'سیکولرزم کا ثمرہ' بتلایا جس کی رو سے دین و دنیا کے دو علیحدہ دائرے متعارف کرا کے عوام الناس کی دلچسپی کو دنیوی اُمور تک محدود کر دیا گیا ہے۔ معاونِ کار کا سوال یہ تھا کہ اگر آپ میں سے کسی شخص کو مین سٹریم صحافت مثلاً روزنامہ 'واشنگٹن پوسٹ' میں کالم لکھنے کا موقع ملے تو کیا اس کو سیکولر صحافت کا علمبردار ہونے کی بنا پر آپ قبول نہیں کریں گے؟ جس کا جواب راقم نے یوں دیا کہ ایسا دعوتی ضرورت کی بنا پر تو ہوسکتا ہے،لیکن جہاں تک مسلمانوں کے میڈیا کی بات ہے تو اسے اُصولاً ایک ہی ہونا چاہئے جو دین و دنیا کی تفریق اور حد بندیوں سے بالاتر ہوکر، ہر معاملے میں اسلام سے رہنمائی لے کر مسلمانوں تک پہنچائے، نہ کہ میڈیا کا بعض حصہ دین سے بالاتر ہوکر دیگر پس پردہ نظریات کے تحت مسلمانوں تک اپنے پیغامات پہنچائے اور اسلامی فکر ونظر سے بالاتر ہوکر عوامی مقبولیت ہی اس کا طرۂ امتیاز ہو۔

❁ جناب اظہر حسین نے اپنے اگلے تربیتی سیشن میں ایک پہاڑ کی تصویر بناتے ہوئے نشاندہی کی کہ جزیرے کا سطحِ سمندر سے بلند چھوٹا سا حصہ دراصل ایک بڑی سرزمین کا معمولی اظہار ہوتا ہے جسے پہاڑ کی چوٹی سے مماثلت دی جاسکتی ہے، جو اوپر جا کر بہت چھوٹی ہوجاتی ہے۔ اس اظہار اور چوٹی کو اُنہوں نے کلچر سے تعبیر کیا جس کے پس پردہ متعدد محرکات وعناصر کارفرما ہوتے ہیں جو اس علاقے کی سرزمین سے پھوٹتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ کلچر عادات، ثقافت، تاریخ اور نظریات کا مجموعہ ہوتا ہے اور کلچر کا ہمیں معروضی تجزیہ کرتے رہنا چاہئے کہ آیا کسی حادثاتی یا اضافی وجہ کی بنا پر ہم بلاوجہ کسی قوم کے بارے میں منفی رویہ تو اختیار نہیں کررہے۔ اُنہوں نے امریکہ کے پاکستان کی اصلاح کے لئے کئے جانے والے اقدامات اور مخلصانہ مدد کو سراہتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے طرزِ فکر میں تبدیلی کی تلقین کی۔ اُنہوں نے کہا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ امریکہ نے پاکستان کو ترقی اور انفراسٹرکچر قائم کرنے کے لئے کتنی رقوم فراہم کیں، لیکن حکومت کے نمائندگان ان کی تکمیل کی بجائے ہر بار نئے منصوبے اور نئے وعدے لے کر آجاتے ہیں، اس سے امریکہ میں پاکستان کے خلاف فضا بنتی اور عالمی سطح پر مسلمانوں کی سبکی ہوتی ہے۔

راقم نے اس موقع پر یہ تبصرہ مناسب سمجھا کہ کلچر کی تعریف ہر طبقہ فکر کے لوگ اپنے پس منظر میں کرتے آئے ہیں اور ان کی کوشش رہی ہے کہ دین سے براہِ راست ٹکراؤ کی بجائے اسلام مخالف اُمور کی کلچر کے جھنڈے تلے حمایت حاصل کر کے اُسے گوارا بنایا جائے۔ کلچر درحقیقت ''ایسی روزمرہ عادات واَطوار کا مجموعہ ہے جو کسی گروہ کے غالب حصے میں ظاہری طور پر نمایاں ہو۔'' اس کے تشکیلی عناصر میں مذہب غالب ترین حیثیت رکھتا ہے، جبکہ دیگر محرکات میں علاقائی عادات، تاریخی روایات اور ضابطہ ہائے اخلاق وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مسلمانوں میں کلچر کی بحث کے دوران اس امر کی نشاندہی انتہائی ضروری ہے کہ اسلام کی رو سے ہر مسلمان پر دین کی حیثیت دیگر جملہ سماجی عناصر پر غالب تر ہے، البتہ ہر ایسی سماجی روایت جو اسلام سے نہ ٹکراتی ہو، اس کی اسلام میں گنجائش ہے۔ اسلام کلچر کی تشکیل کرتا ہے، نہ کہ خود کلچر کی قوت سے تشکیل پاتا ہے۔ اپنی بھرپور نظریاتی قوت اور مکمل محفوظ ہونے کی بنا پر اسلام تو یہ تقاضا رکھتا ہے جبکہ دنیا کے دیگر مذاہب کے ہاں یہ صورتحال موجود نہیں ہے، جیسا کہ ہندومت میں کلچر ان کے مذہب پر غالب ہے۔ اور عیسائیت بھی کلچرل تقاضوں کے ساتھ مفاہمت کرچکی ہے۔ مزید برآں اسلام ایسی جدید سہولیات، بہتری اور ارتقا (جنہیں تمدن، سولائزیشن یا حضارۃ کہنا چاہئے) کو اپنانے کی ترغیب دیتا ہے جن کی اسلام سے کوئی مخالفت نہ پائی جاتی ہو۔

❁ مقرر موصوف کی کسی قوم کے بارے میں منفی جذبات نہ رکھنے کی دعوت کا مقصد پاکستانیوں کو امریکہ کے بارے میں نفرت آمیز جذبات پر نظرثانی کرنے کی کنایتاً تلقین کرنا تھا۔ اس نکتہ پر مولانا حافظ احمد شاکر نے بہ تفصیل ان وجوہات کی نشاندہی کی کہ مسلم اُمہ امریکہ کے بارے میں بلاوجہ منفی رویے اور نفرت کا شکار نہیں ہے۔ نہ صرف مسلمان بلکہ پوری دنیا میں

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ مخالف جذبات کی وجہ امریکہ کے ظالمانہ، توسیع پسندانہ اور خالص مفاد پرستانہ رویے ہیں جن کی ایک لمبی تاریخ ہے۔ گذشتہ ۱۲۰ سالوں میں امریکہ ۷۵ آزاد ممالک پر فوج کشی اور جارحیت کا مرتکب ہوا ہے، گذشتہ ۶۰ برسوں میں ۲۸ ممالک کی سرزمین پر براہِ راست بمباری کر چکا ہے۔ جب تک امریکہ اپنے جارحانہ رویے، مذموم سیاست، بدترین بربریت اور طاقت کی زبان استعمال کرنا ترک نہیں کرتا، دنیا میں امریکہ کے خلاف نفرت میں اِضافہ ہی ہوتا رہے گا۔

یہاں راقم نے یہ اضافہ کیا کہ جہاں تک معاہدوں پر عمل درآمد اور ترقی نہ ہونے کا تعلق ہے، تو امریکہ کی یہ شکایت درست نہیں۔ کیونکہ ترقی کے نام پر ہونے والے معاہدے دراصل امریکی اثرورسوخ میں اضافے اور مغرب نوازی کے پس منظر میں تشکیل پاتے ہیں جو اکثر ہماری قومی روایات اور ملی اَقدار کے منافی ہوتے ہیں۔ ان معاہدات کا بڑا حصہ مشاورت ونگرانی اور اپنی تجارتی کمپنیوں کی شرط کے نام پر اِمداد دینے والے ممالک میں ہی واپس چلا جاتا ہے۔ بالخصوص اس مقصد کے لئے موزوں افراد کی بجائے اپنے نقطہ نظر کے اَفراد کو نوازا جاتا ہے اور اس کے بعد کام نہ ہونے کا الزام اہل پاکستان پر عائد کردیا جاتا ہے۔ آج اُمت مسلمہ پر بدنظمی، بدحالی، بے انصافی، اَقربا پروری، لاقانونیت اور ظلم وستم کا الزام عائد کیا جاتا ہے، لیکن کیا مسلم اُمہ کے ان حکمرانوں کے انتخاب، بقا اور مسلط رہنے میں عالمی سامراج کا کوئی کردار نہیں ہے؟ آج عالمی سامراج مسلم اُمہ کے مسائل میں مفاد پرستانہ دخل اندازی ختم کردے اور مسلمانوں کو عوام کے حقیقی منتخب افراد مہیا کرنے کی گنجائش میسر کرے، تو دِنوں میں یہ ساری صورتحال تبدیل ہوسکتی ہے۔

❁ جناب اظہر حسین کے لیکچر کا دوسرا حصہ عدل وانصاف کی تلقین پر مبنی تھا۔ اُنہوں نے مغربی اَقوام کے عدل گستر انہ رویوں کی تعریف کرتے ہوئے پاکستان میں عدل کے اداروں اور انصاف کی ناگفتہ بہ صورتحال کی نشاندہی کی۔ مزید برآں اُنہوں نے ۱۰ منٹ پر مشتمل ایک ویڈیو حاضرین کو دکھائی جس میں امریکہ میں نسل پرستانہ رویوں کے خاتمے کی جدوجہد کو فلمایا گیا تھا۔ اُنہوں نے نسلی اور گروہی ہر قسم کے امتیاز Discrimination کو ختم کرکے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاست کے لئے متحد ہوکر کام کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔

موصوف کا یہ اِظہاریہ بھی قابل وضاحت تھا، اس بنا پر راقم نے اَوّلاً تو عدل کے ضمن میں یہ وضاحت کی کہ اقوامِ عالم میں عدل کی ضرورت واہمیت پر کوئی دوسری رائے نہیں ہوسکتی اور عدل وانصاف کسی بھی معاشرہ کا پہلا تقاضا ہے،لیکن اسلام کی رو سے اصل نکتہ محض عدل کا قیام نہیں، بلکہ عدل کی میزان کا ہے اور یہ نکتہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام کی رو سے حقیقی عدل صرف اللہ کی شریعت (کتاب اللہ) پر ہی ہونا ممکن ہے، اس کے سوا عدل کے دیگر میزانات ظاہری، محدود اور غیر متوازن انصاف مہیا کرتے ہیں۔ عالمی استعمار سیکولرزم کا علم بردار اور نگہبان ہونے کی بنا پر کسی بھی مسلم ریاست میں کتاب اللہ کو عدل کے میزان بنانے کی کسی گنجائش میسر آنے کا روادار نہیں، اور مغربی اقوام کا یہ رویہ مذہبی آزادی کے دعویدار ہونے کے ناطے سراسر ظالمانہ ہے۔

علاوہ ازیں امتیاز کے خاتمے کے سلسلے میں یہ بات ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ ہر قوم کے امتیاز کا نظریہ اس کے مرکزی مقصد وہدف سے مربوط ہوتا ہے اور وہ اسی امتیاز کے خاتمے کی بات کرتی ہیں۔ چونکہ مغربی اقوام نظریۂ قومیت ووطنیت کی اَن تھک علم بردار ہیں اور نیشنلزم ان کے فکر ونظریہ کا بنیادی ستون ہے، اسی لئے کسی ایک وطن کے باشندوں میں کسی قسم کے نسلی، گروہی حتیٰ کہ مذہبی اَساسات پر گروہ بندی کی بھرپور مخالفت پائی جاتی ہے اور تمام کو ایک قوم بن کر مادرِ وطن کی خدمت کی پرزور تلقین کی جاتی ہے اور وطن کے حقوق کو ہی بالاترین حق باور کرایا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل اسلام کا نظریۂ امتیاز اللہ کی بندگی اور اس کے دین کی اطاعت وعبادت سے منسلک وہم آہنگ ہے۔ کالے وگورے، عربی وعجمی اور امیر وغریب کی بنا پر ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی ہمہ نوعیتی امتیاز کی نفی کرکے اسے جاہلیت قرار دیا ہے، لیکن وطن اور دھرتی سے محبت کی بجائے ایک اللہ کی بندگی کرنے والوں کو باہمی اُخوت میں پرویا ہے۔ اسلام نے اللہ کی بندگی (تقویٰ) اور اللہ کی کتاب کے تعلیم وتعلّم کی بنا پر انسانوں میں فضیلت کی درجہ بندی کی ہے۔ اسی طرح کفار ومشرکین کو قرآنِ کریم نے شرک وگناہ کی غلاظت کی بنا پر نجس قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو ان کی دوستی سے منع کرکے، اسلام کی بنا پر ایک

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی ملت کی تشکیل کی ہے۔اس عالمی ملت میں افتراق کی دعوت چاہے وہ ممالک کی سرحدوں کی بنا پر ہو، یا رنگ ونسل کی بنا پر، یہ امر اسلام میں ناقابل قبول ہے۔ الغرض امتیاز Discrimination کی نفی کی تلقین کرتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے محورِ امتیاز اور غیر مسلموں کے نفیِ امتیاز میں فرق کو واضح رکھنا چاہیے۔

یادرہنا چاہیئے کہ جدید مغربی ریاست کسی بھی فکر ونظریہ کی بنا پر امتیاز کی نفی کرتی حتیٰ کہ مذاہب کے مابین امتیازات کو بھی فرقہ واریت قرار دے کر اس کی بیخ کنی کرتی ہے اور مادرِ وطن کے باشندوں اور دیگر ممالک کے رہائشیوں کو برابر کا اِنسان ہی تسلیم نہیں کرتی۔ جدید فکر وتہذیب پر ایمان رکھنے والا انسان ریاست کے حق کو سب سے بالا تر قرار دیتا ہے جس میں انسان نے جنم لیا، جبکہ اسلام پر یقین رکھنے والا فرد خالق کے حق (بندگی) کو اوّلین فرض سمجھتا ہے، جو انسان و دھرتی سمیت، ساری کائنات اور اس کے ماں باپ تمام کا خالق ومالک اور رازق ہے۔ جدید ریاست ، ریاست کے باغی کو جینے کے حق سے محروم کردیتی ہے، اور اسلام اپنے ماننے والے کے منحرف ومرتد ہونے پر اس کے مباح الدم ہونے کا نظریہ پیش کرتا ہے۔

اِسی نوعیت کے تبادلہ افکار پر مشتمل ۱۳/ اکتوبر کو ورکشاپ کا پہلا دن اختتام کو پہنچا۔ پہلے لیکچر کے دوران ہی ہمیں اسلام آباد میں پروفیسر عبد الجبار شاکرؒ کی رحلت کی افسوسناک خبر موصول ہوئی۔ اس خبر کو سنتے ہی ہفت روزہ 'الاعتصام' کے مدیر حافظ احمد شاکر ان کی نمازِ جنازہ میں شرکت کے لئے شیخوپورہ روانہ ہوگئے اور بعد کے دنوں میں ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔

اگلے دن ایف سی کالج، لاہور کے شعبۂ دینیات کے چیئرمین پروفیسر حافظ عبد الغنی اور چیئرمین شعبہ ابلاغیات جناب سلیم قیصر عباس کے دو لیکچرز تھے۔ جبکہ بعد از سہ پہر سید راشد شاہ بخاری (نمائندہ 'سرچ فار کامن گراؤنڈ') کا بھی لیکچر تھا۔

اسلام ایک جامع وکامل علمیت کا نام ہے، جو قرآن وسنت سے براہِ راست مُستنیر ہے، اس کے بالمقابل مغربی تہذیب انسانی فکر وفلسفہ کی پرزور داعی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب بھی دو مختلف اہداف ومقاصد اور سرچشموں سے کسی نظریہ کا جائزہ لیا جائے گا، تو لب ولہجہ، حرف وکنایہ اور مقصود ومدعا میں اختلاف لازمی امر ہے۔ کسی ظاہر بین سے یہ اختلاف ایک حد تک چھپا رہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے، لیکن دونوں نظامہائے حیات کا معمولی سا جائزہ و تجزیہ رکھنے والا شخص رجحانات کے اس اختلاف کو فوراً بھانپ لے گا۔ ایسی ہی صورتحال بعد کے محاضرات کے دوران بھی رہی۔

❁ حافظ عبد الغنی ایک مشہور امریکی مستشرق سے مختلف نظریات کی باقاعدہ تربیت لے چکے ہیں، اوراس میں سے ہی بعض نظریات اُنہوں نے حاضرین کے سامنے پیش کیے۔

اُنہوں نے لیکچر کے آغاز میں اَمن کی تلقین اور اس کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی۔ پراَمن رہنے کے سلسلے میں اُنہوں نے 'ایک بہترین دعا' کا عربی متن حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ پرامن رہنے کے بارے میں بتاتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ ہمیں پرسکون رہنے اور اپنے حالات پر زیادہ کڑھنے سے گریز کی ضرورت ہے۔ ہمارے ذہن کو اطمینان سے بھرپور اور بے چینی سے پاک ہونا چاہئے، تبھی ہم اپنے فرائض کو بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔

راقم نے اس پر یہ تبصرہ کیا کہ مقرر موصوف کی یہ تلقین واقعتاً مفید اور اہم ہے، لیکن اس کے لئے اُنہوں نے درست مخاطبوں کا انتخاب نہیں کیا۔ دینی صحافت کے مدیران درحقیقت تحریری میدان میں اُمت کے حالات کی اصلاح کے لئے کوششیں بروئے کار لا رہے ہیں اور اپنے اوپر عائد ہونے والے دینی فریضہ کی تکمیل میں منہمک قیادت ہیں۔ اگر اُسوۂ نبوی کو دیکھا جائے تو اُمت کے حالات پر فکرمند ہوکر، ان کی گمراہی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی فکر مندی اس قدر حد سے بڑھی ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر آپ کو یہاں تک کہا کہ شاید اس طرح آپ ﷺ اپنے آپ کو ہلاکت کا شکار نہ کربیٹھیں۔ کوئی بھی قائد جب تک اصلاحِ احوال کے لئے شدید درجہ کی بے چینی اور کڑھن اپنے دل میں محسوس نہ کرے، اس وقت تک وہ اپنی قوم کو مصائب ومشکلات سے نہیں نکال سکتا۔ یہ درست ہے کہ کسی بھی قائد کے اقدامات جوش سے زیادہ ہوش اور دانش مندی پر مبنی ہونے چاہئیں لیکن فکر مندی کے حالات میں پرسکون اور مطمئن رہنے کی دعوت ملی ضرورت سے زیادہ شخصی مفاد سے وابستہ ہے۔

حافظ صاحب کی پیش کردہ عربی دعاے امن کے بارے میں جب یہ استفسار کیا گیا کہ یہ دعا اُسوۂ نبوی میں ہمیں کہاں مل سکتی ہے، یا صحابہ وخیرالقرون اور ائمہ اسلاف رحمہم اللہ میں

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کس نے اس کی تلقین کی ہے، تو جناب مقرر عربی زبان میں ہونے کے سوا اِسلام سے اس کی قربت کی کوئی دلیل و وضاحت پیش نہ کرسکے۔

اس موقع پر راقم کو دو برس قبل دسمبر ۲۰۰۷ء میں لاہور کے دینی مدرسہ دار العلوم الاسلامیہ، کامران بلاک میں اسی ورکشاپ کے روحِ رواں حضرات کی زیر نگرانی 'جدوجہد برائے امن' نامی ایک پروگرام میں شرکت کا موقع یاد آگیا۔ جب یہ حضرات مختلف دینی مدارس سے وابستہ اَفراد کو اپنے نصاب میں امن پر مبنی تعلیمات کی بھرپور تلقین کرکے اس کے لئے ایک مستقل نصاب وضع کرنے پر اِصرار کررہے تھے۔ اس موقع پر راقم نے یہ تبصرہ کیا تھا کہ ان حالات میں جب پاکستان بدترین امریکی جارحیت کا سامنا کررہا ہے اور یہ جارحیت افغانستان و عراق میں بدترین قتل وغارت کی شکل دھار چکی ہے، افغانستان وعراق میں امریکی بربریت کے نتیجے میں بالترتیب ۱۲ لاکھ عراقی اور ٦ لاکھ افغانی لقمہ اجل بن چکے ہیں، محبِّ دین وملت طبقات اس بارے میں فکر مند اور مزاحمت برائے بقا کی کوششوں میں شریک ہیں، ان حالات میں باامن رہنے کی معنویت زمانی سیاق وسباق سے بالکل بعید تر دکھائی دیتی ہے۔ امن کی اس بے وقت کی دعوت کا مطلب تو یہ دکھائی دیتا ہے کہ ہمارے گھر پر پتھراؤ اور بدترین جارحیت ہورہی ہو اور گھر والے اپنے با امن رہنے کا راگ اَلاپ رہے ہوں یا اُنہیں اس کی تلقین کی جارہی ہو۔ اس تلقین کو امن کی بجائے بے غیرتی اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر دشمن کے سر پر آپہنچنے کے انتظار سے تعبیر کرنا زیادہ موزوں ہوگا۔ ظلم وجارحیت سے متاثرہ ملت ہونے کے ناطے ہمیں اس وقت گہرے غور وخوض سے اس امر کا تعین کرنا چاہئے کہ مسلمان عوام وخواص کونسا رویہ اپنائیں جس سے وہ اس ہلاکت و جارحیت سے بچ سکنے پر قادر ہوں۔

اس وقت بھی میری رائے یہ تھی کہ حکومتوں کو مالی مفادات کا لالچ اور سیاسی مجبوریوں میں اُلجھا کر دوسری طرف عامۃ المسلمین کے لئے امریکی حکمت ِعملی یہ وضع کی گئی ہے کہ احتجاج کے ممکنہ مراکز میں تلقینِ امن کرکے عوام الناس کے کرب واضطراب کو کم کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس حکمت ِعملی کی تردید کا یہ واحد مطلب نہیں کہ لازماً بھڑ جایا جائے اور جواباً تشدد کو اپنالیا جائے، بلکہ اس کے لئے ایسی منظّم اور موزوں حکمت ِعملی ہی ضروری ہے جس سے اس ظلم کا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سدباب ہو جائے اور ایسے گھمبیر حالات میں ہم پر عائد فریضہ بھی پورا ہو جائے۔ راقم کے اس اصرار کا یہ نتیجہ نکلا کہ دو برس قبل بھی دینی مدارس کے لئے ہونے والا یہ پروگرام قیامِ امن کے لئے دینی مدارس میں نصاب کی تیاری کے بغیر ہی ختم ہوگیا۔

❁ حافظ عبدالغنی صاحب نے اپنے خطاب میں حاضرین کو علم ورشد کی تلقین کرتے ہوئے انسانیت کے اَدوار کی تقسیم پر یہ نظریہ پیش کیا کہ انسانوں کی ترقی اور تہذیب کے حوالے سے معلوم تاریخ کو ہم چار اَدوار میں تقسیم کر سکتے ہیں:

ابتداے آفرینش میں تمام انسانوں کی زندگی کا دارومدار شکار پر تھا، اِس دور کو ہم Hunting Age (شکاری دور) سے تعبیر کر سکتے ہیں، جب ہر انسان کی کامیابی اس کی قوت اور زورِ بازو کی مرہونِ منت تھی۔ اس دور کی علامت Symbol تیر کمان ہے۔ انسانیت کا دوسرا دور کاشتکاری کا ہے جس کی علامت 'ہل' ہے، یہ زراعت کا دور ہے جس میں برتری کا انحصار زمین، کھیتی باڑی اور اناج کی پیداوار پر تھا۔ اسے Agriculture age سے یاد کیا جاتا ہے، انسانوں کی یہ صورتِ حال قرونِ وسطیٰ تک جاری رہی۔ انسانوں کی ترقی کا تیسرا دور علم وتعلیم اور صنعت وحرفت کا ہے جو احیاے علوم کی تحریک سے شروع ہوا، اسے Knowledge age قرار دیا جاتا ہے۔ اس دور کی علامت 'کمپیوٹر' ہے۔ اس دور میں انسانوں نے تہذیب وترقی کی عظیم منزلیں طے کیں اور بے شمار ادارے تشکیل دیے۔ اب ہم جس دور کی طرف بڑھ رہے ہیں، وہ تجزیہ وتقابل اور توازن کا دور ہوگا، جس میں انسانیت اپنے معراج پر پہنچ جائے گی، اس دور کی علامت 'کمپاس' ہوگا اور اس کو Wisdom Age سے موسوم کیا جائے گا۔ آنے والے زمانہ میں وہی کامیاب ہوگا جو اِن خصوصیات کو اختیار کرے گا۔

لیکچرر موصوف نے اس نظریے کی مزید تفصیلات بھی بیان کیں، لیکن راقم نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے یہ موقف پیش کیا کہ تاریخ وزمانہ کی یہ خالصتاً مادی، مغربی اور غیر حقیقی تقسیم ہے، جسے بطورِ مسلمان قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اس تقسیم کی رو سے بہترین دور آنے والا ہے، اور خیر وشر کے مابین نقطہ فاصل مغرب کی تحریک ِاحیاے علوم کو قرار دیا گیا ہے جو کہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درست نہیں۔ اسلام کی رو سے خیرالقرون، نبی کریم ﷺ کا دور تھا، اس کے بعد صحابہ کا زمانہ اور پھر تابعین کا زمانہ بہترین اَدوار تھے، پھر انسانیت آہستہ آہستہ زوال کی طرف گامزن ہوتی جارہی ہے۔ایسے ہی اہل مغرب جن قرونِ وسطیٰ کو Dark Age یا ظالمانہ دور سے تعبیر کرتے ہیں، مسلمانوں کے نزدیک وہ علوم کا سنہرا دور ہے۔ دراصل ان کی یہ تعبیر اہل مغرب کے لحاظ سے بالکل درست ہے کہ وہ اس وقت ظلم وستم کا شکار اور جہالت کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے، لیکن اہل اسلام کے اعتبار سے سراسر غلط ہے۔

سب سے پہلے دور کو شکار کا دور قرار دینا بھی غیر اسلامی نظریہ ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات کی رو سے سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ انسانیت کے لئے اللہ کی ہدایت ورہنمائی لے کر آئے، اور انسانیت کبھی بھی رہنمائی سے محروم نہیں رہی۔ ہمیشہ سے نیک انسان موجود اور خیر وشر کے مابین کشمکش برقرار رہی ہے۔ شکاری دور کا نظریہ ان لوگوں کا ہے جو انسان کو ڈارون کے نظریۂ ارتقا کے مطابق بندروں کی اولاد قرار دیتے اور اسے آہستہ آہستہ حیوانیت سے انسانیت کی طرف ترقی کرتا ہوا دکھانا چاہتے ہیں۔

ایسے ہی چوتھے دور کو انسانیت کی معراج قرار دینا بھی درست نہیں۔ انسانیت کی معراج اللہ کی بندگی میں ہے، نہ کہ خواہشِ نفس کی بندگی اور مادی ترقی میں جو دراصل جاہلیتِ جدیدہ کی معراج ہے۔انسان کی معراج نماز اوراللہ کی اطاعت میں ہے جب وہ اپنے مقصدِ حیات کی باحسن تکمیل کررہا ہو۔توازن واعتدال کا مصدر وسرچشمہ اللہ کی ہدایت اور نبی کریم ﷺ کی رہنمائی کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے، اس کے ماسوا سب کچھ انسانوں کی اِفراط وتفریط ہے۔

جاہلیت اور علم کی روشنی کے مابین احیاے علوم کی مغربی تحریک کا نقطہ فاصل بھی سراسر غلط ہے۔ جاہلیت کا خاتمہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں زمانۂ جاہلیت کے تمام رسوم ورواج کو اپنے پاؤں تلے روند کر کیا تھا، اور اس کے بعد علم وعمل کا سورج طلوع ہوگیا تھا۔ جبکہ احیاے علوم کو روشنی قرار دینے کا نظریہ اسلام کو جہالت سے متہم کرنے کا دعویٰ ہے۔احیا کی اس مغربی تحریک کا مرکزی اور اساسی نکتہ علم کو اللہ کے وحی والہام سے نکال کر انسانوں کے حواس وعقل کا اسیر بنانا تھا، اور مغرب کی تمام تر موجودہ ترقی اسی نظریے کے مرہون منت ہے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دین بیزار و دین مخالف ہے۔ راقم نے مقرر موصوف کو یہ تلقین کی کہ اُنہیں مسلم صحافتی قیادت کو ایسے نظریات سکھانے سے گریز کرنا چاہئے جن کی ہمارے عقیدہ ونظریہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شعبۂ دینیات کے سربراہ ہونے کے ناطے اُنہیں ان نظریات کو اسلام کی میزان پر پرکھ کر پیش کرنا چاہئے، نہ کہ ہر غلط سلط نظریہ کو قبول کرلیا جائے۔ ہر قوم کے نظریات اس کے تصور اور مقصدِ حیات سے بندھے ہوتے ہیں، اور وہ اپنے ان تصورات کے تحت اپنے نظریات تشکیل دیتی ہے۔ ایک مسلمان کا تصورِ حیات جب ایک غیر مسلم سے سراسر مختلف ہے تو دونوں کے فکری نظریات میں ہم آہنگی کیوں کر ہوسکتی ہے؟

باقی ڈیڑھ دن بھی اسی نوعیت کا تبادلہ خیال چلتا رہا، جن پر دیگر شرکا بھی آزادانہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے۔ بالخصوص آخری دن پاکستان میں امریکی مداخلت کے موضوع پر بڑا سرگرم مباحثہ ہوا، جس میں مرزا ایوب بیگ اور جناب امجد عباسی نے بھرپور حصہ لیا۔ ورکشاپ میں بعض لیکچرز خالصتاً پیشہ وارانہ فنی نوعیت کے تھے جن میں جناب سید راشد بخاری کا لیکچر 'اداریہ نویسی' پر بطورِ خاص مفید رہا۔ جناب سلیم قیصر عباس نے انٹرویو تکنیک، متوازن اور مؤثر تحریر کے اُصول کے موضوع پر لیکچر دیا۔ منتظمین سے ہم نے یہ مطالبہ کیا کہ میدانِ صحافت کے نامور ماہرین کو بھی اس نوعیت کے ورکشاپس میں دعوت دی جانا چاہئے تاکہ ان کے علم اور تجربات سے بھی ہم کچھ سیکھ سکیں۔

❁ پروگرام کے بقیہ اَوقات میں شرکا کی باہمی مجالس میں یہ طے پایا کہ لاہور میں دینی صحافت کے سرکردہ افراد کی ایک سہ ماہی ملاقات کا پروگرام تشکیل دیا جائے، اس سلسلے میں ہر حلقہ فکر کو نمائندگی دیتے ہوئے جناب راغب نعیمی، محمد عمار ناصر، مرزا محمد الیاس، مرزا ایوب بیگ اور راقم الحروف پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جن کی آئندہ ملاقات لاہور میں ہونا قرار پائی۔

پروگرام کے روحِ رواں، جناب اظہر حسین اور سید راشد علی بخاری صاحبان تھے، جن کے ساتھ قاضی عبد القدیر خاموش اور حافظ حسین احمد کے بلوچستان سے ایک قریبی عزیز کی مشاورت ہوتی رہتی۔ اس سے قبل بھی یہ حضرات دینی مدارس میں مختلف نوعیت کی ورکشاپس منعقد کرتے رہتے ہیں، اوّل الذکر دونوں صاحبان سے پانچ برس قبل محترم پروفیسر خورشید احمد

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ادارہ انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز کے معاونین کے طور پر ملاقاتیں ہوتی رہیں، ان کے ہمراہ بعض ورکشاپوں میں بھی شریک ہونے کا موقع ملا، بالخصوص واشنگٹن میں جناب اظہر حسین سے کئی گھنٹوں کی نشست ہوئی۔

پروگرام کے آخری لمحات میں راقم نے ان حضرات سے ازراہِ تفنن یہ تبصرہ کیا کہ آپ دینی مدارس اور دینی صحافت کو نئی راہِ عمل دینے کی کوشش پر اپنا وقت بے جا صرف کررہے ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کا مسئلہ پالیسی اور ہدف کا نہیں بلکہ بدنظمی، بے عملی اور جہالت کا ہے۔ پالیسی تو ہمارے پاس اوّل روز سے بڑی شاندار موجود ہے جو کتاب وسنت جیسے نسخۂ کیمیا پر مخلصانہ عمل ہے، جب بھی مسلم اُمہ نے اجتماعی یا انفرادی طور پر اس کے کسی حصہ پر عمل کیا ہے، کامیابی نے آخرکار اس کے قدم چومے ہیں۔ مسلم قوم اگر اس عظیم الشان دستورِ حیات پر عمل نہ کرکے آج خائب وخاسر اور شرمندگی کی تصویر بنی کھڑی ہے، تو ایک غیر قوم کی پالیسی اور طرزِ فکر اس کوتاہئ عمل کا وبال کیوں کر ختم کرنے پر قادر ہے؟ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم قوم کے اَفراد کو حصولِ علم، فراہمی عدل، محنت کی عظمت اور اللہ کی بندگی پر دوبارہ لوٹایا جائے۔ انفرادی اصلاح سے لے کر مسلمانوں کے اجتماعی ڈھانچوں تک کو راست اقدامات کی تلقین کی جائے۔عوام وحکمران اپنے ذاتی اغراض ومفاد سے نکل کر، اپنی ملت کی دینی ودنیوی تشکیل وتعمیر کی طرف معمولی سی توجہ بھی کریں تو ملتِ اسلامیہ چند برسوں میں اپنا کھویا مقام حاصل کرسکتی ہے۔اس سلسلے میں ایران، سعودی عرب اور ملائیشیا کے مسلم حکمرانوں کی کاوشیں ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہیں۔

یہ تصور کہ اسلام اس دور کے ساتھ نہیں چل سکتا، اس لئے اس کی تشکیل نو کی ضرورت ہے، غیروں کا مسلط کردہ ایک تصور ہے، جو کالونیل ازم کے خاتمے کے بعد فرسودہ ہوچکا ہے، اسلام میں ہر اس بات کی ترغیب وتلقین موجود ہے جس سے قوموں کی تعمیر وترقی وابستہ ہے۔ سائنس وٹیکنالوجی سے لے کر علم وفن کے ہر پہلو کی اسلام میں شدید حوصلہ افزائی پائی جاتی ہے، ان حالات میں غیروں کے فلسفہ ہائے ترقی اور مختلف ماڈلز کو متعارف کرانے کا اس حد تک فائدہ تو ہوسکتا ہے کہ اس کی تکمیل کے لئے ہمیں خیرات کے چند سکے بآسانی حاصل ہوجائیں، لیکن یہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترقی آخرکار انہی کے کنٹرول اور اہداف ومقاصد کی تکمیل کا سبب بنے گی اور اللہ کے مطیع وفرمانبردار ہونے کا اعزاز چھیننے کے ساتھ ساتھ ہمیں اہل مغرب کا حاشیہ نشین بنا کے چھوڑے گی۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر ہم اپنی قوم کی اصلاح چاہتے ہیں تو نئے نظریات کی بجائے کتاب وسنت سے راہنمائی حاصل کرکے، قوم کو اس کی تلقین پر اپنا وقت صرف کریں۔

میرے مخاطب کو اُصولاً تو میری اس بات سے اتفاق تھا، لیکن ان کا کہنا تھا کہ اسلامی نظریات کے مطابق ملی تعمیر اور آگے بڑھنے کے لئے کوئی ادارہ ان کو مالی یا تنظیمی سرپرستی دینے کو آمادہ نہیں ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے گذشتہ ماہ ایسا ہی ایک پروگرام سعودی عرب کے شہر ریاض میں بھی منعقد کیا ہے، اور او آئی سی (اسلامک کانفرنس تنظیم) کو بھی ہم نے اس طرح کے تربیتی پروگراموں کی سکیمیں پیش کی ہیں، لیکن ان کا مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایسے باوسیلہ ادارے کچھ کرنے کی بجائے صرف رسمی مجالس منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ قوتِ فکر اور جذبہ عمل سے محروم ہیں۔

مستقبل میں بھی اقوامِ متحدہ کے زیرنگرانی پاکستان کی دینی صحافت کے نامور اَفراد کی ورکشاپ نیپال میں اور بعد ازاں کسی خلیجی ریاست میں منعقد کرنے کا منصوبہ ہے۔جن میں سے اوّل الذکر تو جنوری کے پہلے ہفتے منعقد ہوچکی ہے، جبکہ آخری ورکشاپ کا شیڈول عنقریب جاری ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاحِ احوال کی توفیق دے۔ **(ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)**

خریدارانِ محدث توجہ فرمائیں

خریدارانِ محدث کو مدتِ خریداری ختم ہونے کی اِطلاع بذریعہ پوسٹ کارڈ دی جاتی تھی اَب قارئین کی آسانی کے لیے مزید محدث کے لفافہ پر چسپاں ایڈریس میں بھی زرِسالانہ ختم ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے۔لہٰذا جن حضرات کو دسمبر ۲۰۰۹ء اور مارچ ۲۰۱۰ء سے مدتِ خریداری ختم ہونے کی اطلاع دی گئی ہے۔از راہِ کرم اوّلین فرصت میں زرِتعاون بھیج کرتجدید کروائیں۔ **شکریہ**

منجانب: محمد اصغر، مینیجر ماہنامہ 'محدث'، لاہور، فون: 0305-4600861

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان وعقائد

مولانا محمد رمضان سلفی

علم التوحید

1 علم التوحید ایک 'مرکبِ اضافی' ہے۔ علم کے دو معانی ہیں:

(i) الاعتقاد الجازم المطابق للواقع عن دليل

''ایسا پختہ اعتقاد جو حقیقت حال کے مطابق اور مبنی بر دلیل ہو۔''

(ii) إدراك الشيء على حقيقته

''کسی شے کا مبنی بر حقیقت اِدراک''

(iii) إدراكه كما هو عليه مثلاً: فاعلم أنه لا إلـٰه إلا الله

''کسی امر کا ایسا اِدراک جیسا کہ درحقیقت وہ ہے۔'' جیسا کہ اللہ کی وحدانیت کا علم

چنانچہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ عقیدہ پختہ بھی ہے جو نفسِ امر کے موافق بھی ہے۔ کیونکہ خارج میں اللہ ایک ہی ہے، زیادہ نہیں اور یہ عقیدہ دلیل کی بنیاد پر بھی ہے جس کے متعدد عقلی و نقلی دلائل موجود ہیں۔

جو عقیدہ پختہ ہو، لیکن نفسِ امر کے مخالف ہو، وہ عقیدہ فاسد ہے جیسے عیسائیوں کا عقیدۂ تثلیث۔ یہ عقیدہ عیسائیوں کا پختہ عقیدہ تو ہے، لیکن یہ نفسِ امر کے مطابق نہیں، کیونکہ الٰہ 'مُحدَث' (بعد میں وجود میں آنے والا) اور 'محتاج' نہیں ہوسکتا جبکہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ یا الٰہ کا بیٹا کہتے ہیں حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام 'محدث' تھے کہ ان کا وجود پہلے نہیں تھا، بعد میں آیا۔ اسی طرح وہ محتاج بھی تھے چنانچہ ارشادِ باری ہے: ﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ﴾ (المائدۃ:۷۵)

''مسیح بن مریم صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو چکے ہیں اور اس کی والدہ نہایت سچی عورت تھیں دونوں (ماں بیٹا) کھانا کھانے والے تھے، لہٰذا عقیدۂ تثلیث

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عیسائیوں کے ہاں اگرچہ پختہ عقیدہ ہے، لیکن امرِ واقع کے خلاف ہونے کی وجہ سے نہایت باطل اور فاسد عقیدہ ہے۔''

❷ غلبہ ظن کو بھی علم کہتے ہیں جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ﴾ (الممتحنہ:١٠)

یہاں کسی عورت کے مؤمن ہونے کے متعلق غلبہ ظن تو ہوسکتا ہے، علم یقینی نہیں، کیونکہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور دل کی بات اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ گویا جس طرح 'علم یقین' حجت بنتا ہے اور معتبر ہوتا ہے، اسی طرح شرعی احکام میں غلبہ ظن بھی معتبر ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔

الغرض اعتقادِ جازم اور غلبہ ظن دونوں شریعت میں حجت ہیں۔

توحید: واحد کے ہم معنی ہے یعنی اللہ کو ایک ماننا اور کسی کو اس کا شریک نہ بنانا۔

علم التوحید: مذکورہ بالا تفصیلات کے پیش نظر اس کی تعریف یوں ہوئی:

هو إثبات ذات الله سبحانه وتعالىٰ مع نفي مشابهتها للذوات وعدم تعطيلها عن الصفات ووجوب إفرادها بالعبادات

تعریف میں شامل ہر نکتے کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

اثبات ذات الله: یعنی وجودِ باری تعالیٰ کا اقرار کرنا۔

نفي مشابهتها للذوات: یعنی اللہ خالق ہے باقی سب مخلوقات، اور خالق مخلوق کے مشابہ نہیں ہوسکتا۔

وعدم تعطيلها عن الصفات: صفات کو اسی طرح ماننا جیسے قرآن وسنت میں وارد ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی سے بچنا۔

ووجوب إفرادها بالعبادات: کسی بھی قسم کی عبادت خواہ وہ قولی ہو جیسے دعا، خواہ بدنی ہو جیسے کسی کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا خواہ مالی عبادات مثلاً نذر و نیاز، ان کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے لئے ہی خاص ماننا

انسان سب سے پہلے توحید کا مکلّف ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد کی باری بعد میں

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے عقیدہ کو درست کرنا ضروری ہے۔لہٰذا مشرک کو نماز سے محض ٹکریں مارنے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے نبوت کے ۲۳ سال میں سے ۱۳ سال عقیدے کی درستگی پر لگائے اور باقی سارا دین مدینہ منورہ میں ۱۰ سال میں پورا ہو گیا۔

چار شرطوں کے پائے جانے سے انسان مکلّف بنتا ہے:

① عقل

② بلوغت: اور بلوغت کا علم مندرجہ ذیل چیزوں سے حاصل ہوتا ہے،احتلام،عمر اور زیر ناف بالوں کا اگنا،اسی طرح عورت کے لیے حیض آنا۔

③ بلوغِ دعوت یعنی دعوتِ توحید کا پہنچنا

④ سلامة إحدى الحاستين یعنی کان اور آنکھوں میں سے کسی ایک کے صحیح اور کار آمد ہونے سے بھی انسان توحید کا مکلّف بن جاتا ہے۔

ان شروط کے پائے جانے سے انسان علم التوحید کا مکلّف بن جاتا ہے۔

علم توحید کے دیگر نام

اس علم کو 'عقیدۃ'، 'علم أصول الدین' یا 'الفقه الأكبر' بھی کہتے ہیں۔

اس علم کی فضیلت

(i) موضوع کے اعتبار سے یہ علم اَفضل العلوم ہے،کیونکہ اس کا موضوع اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات،اسماء، اُلوہیت اور عبودیت وغیرہ ہے۔

(ii) غرض وغایت کے اعتبار سے بھی یہ علم سب سے افضل علم ہے،کیونکہ علم التوحید کی غرض وغایت یہ ہے:

"معرفة الحق بالأدلة القطعية والفوز بالسعادة الأبدية"

"یعنی حق تعالیٰ کو یقینی اور قطعی دلائل سے پہچاننا اور آخرت کی دائمی سعادت حاصل کرنا۔"

بندوں پر سب سے پہلا فریضہ عقیدۂ توحید کی معرفت ہے جیسا کہ مسند احمد،سنن دارمی، موطأ، بخاری، مسلم، نسائی،ترمذی وغیرہ میں مروی ہے کہ جب معاذؓ کو نبی اکرم ﷺ نے یمن

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا:

« فليكن أوّل ماتدعوهم إليه شهادة أن لاإله إلا الله وأني رسول الله فإن هم أجابوا لذلك فقل لهم: إن الله افترض عليهم خمس صلوات في اليوم والليلة......»

نبی کریم ﷺ کا دعوتِ توحید کو مقدم رکھنے کا حکم اس کی اَفضلیت پر دالّ ہے۔

(iv) جتنے بھی رسول آئے، جتنی بھی آسمانی کتابیں ہیں، سب کا اصل مقصد توحید کو قائم کرنا ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ کی تمام نصوص پانچ مضامین سے خارج نہیں اور ان پانچوں کا تعلق توحید سے ہے۔ وہ پانچ چیزیں درج ذیل ہیں:

(ا) بعض آیات و اَحادیث اللہ تعالیٰ کی ذات اور اَسماء و صفات کو بیان کرتی ہیں اور یہ توحید نظری ہے۔

(ب) بعض نصوص اللہ کی عبادت اور اہمیت کو بیان کرتی ہیں یعنی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہئے اور یہ توحیدِ عملی ہے۔

(ج) بعض نصوص اَوامر ونواہی پر مشتمل ہیں مثلاً اقیموا الصلوٰة، اٰتوا الزکوٰة، لاتقربوا الزنا وغیرہ۔ یہ لوازمِ توحید اور مقتضیاتِ توحید ہیں یعنی جب تم توحید باری تعالیٰ کو مانتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے اَوامر ونواہی کو بھی مانو۔

(د) بعض نصوص جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر کرتی ہیں۔ اس کا تعلق بھی توحید سے ہے، کیونکہ جنت میں صرف توحید والے ہی جائیں گے مشرک تو جنت میں جائے گا نہیں۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ﴾ (المائدة:۷۲)

''یقین مانو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔''

(ھ) بعض نصوص میں جہنم اور دیگر سزاؤں کا ذکر ہے۔ ان نصوص کا تعلق بھی توحید سے ہے، کیونکہ یہ سزائیں توحید سے انحراف کرنے والے مشرکوں کے لیے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس علم کا حکم

اس کی دو صورتیں ہیں:

① اس کو علی الاجمال سیکھنا سب مسلمانوں پر فرض ہے یعنی ہر شخص کو علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہے اور وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے اور ہر چیز میں تصرف کرنا اللہ ہی کا حق ہے اور یہ بھی علم ہونا چاہئے کہ عبادت کے لائق صرف وہی ہے، مدبر بھی وہی ہے، رازق و داتا بھی وہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کمال کے ساتھ موصوف اور ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور رسولوں کے بارے میں یہ علم ہونا چاہئے کہ وہ اللہ کے فرستادہ ہیں اور وہ اپنی دعوت میں سچے ہیں جو اپنی خواہش سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے کلام کرتے ہیں۔

② تفصیلی طور پر اس علم کو سیکھنا فرضِ کفایہ ہے۔ یعنی مسلمانوں میں سے اگر اتنے لوگ اس علم کو سیکھ لیں کہ مسلم معاشرے کی ضرورت پوری ہوجائے تو یہ فرض دیگر مسلمانوں سے ساقط ہوجائے گا۔

توحید کی اَقسام

توحید کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

① توحيد في الإثبات والمعرفة

② توحيد فى القصد والطلب

① توحيد في الأثبات والمعرفة (توحیدِ نظری)

اس کی آگے دو قسمیں ہیں:

(i) توحیدِ ربوبیت (ii) توحیدِ اسماء وصفات

② توحيد فى القصد والطلب (توحیدِ عملی وطلبی)

توحیدِ اُلوہیت اور توحید فی العبادۃ بھی اس کے نام ہیں۔

الغرض توحید کی کل تین قسمیں ہوگئی:

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① توحیدِ ربوبیت ② توحیدِ اسماء وصفات ③ توحیدِ اُلوہیت

❶ توحیدِ ربوبیت

تعریف: الإعتقاد الجازم بوجود الله سبحانه وتعالیٰ وأنه خالق كل شيء ومدبره والمتصرف فيه

''یعنی اس بات کا پختہ یقین رکھنا کہ اللہ تعالیٰ موجود اور وہ ہر چیز کا خالق و مالک اور تدبیر کرنے والا اور ہر چیز میں تصرف کرنے والا ہے۔''

منقولہ دلائل سے قطع نظر اللہ تعالیٰ کے وجود کے عقلی دلائل بے شمار ہیں:

① اَربوں انسانوں کی شکلوں کا مختلف ہونا اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہے۔

② مختلف بولیاں اور لغات اللہ تعالیٰ کے وجود پر دال ہیں کہ بچہ بغیر کسی مکتب میں پڑھنے کے اپنی مادری زبان سیکھ جاتا ہے۔

③ جانوروں کا دودھ اور خون آپس میں نہیں ملتا۔ یہ معمل الٰهي (اللہ کا کارخانہ) ہے۔

④ بے شمار قسم کے پھل اور درخت پودے وغیرہ سب ایک ہی مٹی اور پانی سے پیدا ہوتے ہیں، لیکن ذائقے اور شکلیں مختلف ہیں: وفي كل شيء له أية تدل على أنه واحد

''ہر چیز اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلالت کرتی ہے۔''

(مدارج السالکین از ابن القیم: ۱/۴۰۷)

⑤ مختلف جانوروں کے گوشت کے ذائقے الگ الگ ہیں۔

⑥ صحیح بخاری میں ہے کہ انسان کھاتا منہ سے اور پیتا بھی منہ سے، لیکن دونوں کا مخرج مختلف ہے۔ (صحیح بخاری مع الفتح: ۸/۵۹۸) یہ بھی اللہ کے وجود کی نشانی و دلیل ہے۔

چند دہریوں کے سوا توحیدِ ربوبیت کو سب مانتے ہیں، حتیٰ کہ مشرکین مکہ بھی مانتے تھے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللهُ﴾ (لقمان: ۲۵)

''اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں و زمین کا خالق کون ہے تو یہ بھی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔''

گویا توحیدِ ربوبیت تو انسانی فطرت میں داخل ہے، اس لیے پیغمبروں کی بعثت سے اصل

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصود توحیدِ ربوبیت نہ تھی بلکہ توحید اُلوہیت اَصل مقصود تھی۔ اور مشرک اسی کو کہا جاتا ہے جو اللہ کو تو مانتا ہو، لیکن ساتھ ہی دوسروں کو بھی شریک کرتا ہو۔

۲ توحیدِ اسماء وصفات

”هو إثبات أسماء الله تعالىٰ وصفاته إثباتًا بلا تشبيه وتنزيهًا بلا تعطيل“

”اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو ویسے ماننا (جیسے قرآن وسنت میں آئے ہیں یعنی ہر صفتِ کمال اللہ کے لائق ہے اور وہ ہر نقص سے پاک ہے) لیکن یہ اثبات بغیر تشبیہ کے اور نقائص سے منزہ قرار دینا بلا تعطیل کے ہونا چاہیے۔“

اللہ تعالیٰ کی صفات کی ماہیت، کیفیت، حقیقت صرف اللہ جل جلالہ کے علم میں ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کی ماہیت، کیفیت اور حقیقت بھی صرف اللہ ہی کے علم میں ہے۔

دلیل: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾

”اللہ کے مثل کوئی نہیں، اور وہ سمیع وبصیر ہے۔“

اس آیت میں تمثیل وتشبیہ اور تعطیل دونوں کی نفی ہوگئی، مثلاً بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرتا تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ میں نقص ہے۔ معاذ اللہ وہ تو ہر نقص سے پاک ہے۔

۳ توحید قصد وطلب

اس سے مراد توحیدِ الوہیت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ اور ہر قسم کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کرنا توحید اُلوہیت (توحید القصد والطلب) کہلاتا ہے۔

عبادت کی کئی قسمیں ہیں:

۱ قولی ۲ مالی ۳ بدنی

قولی: اب اگر کوئی شخص کہے 'یا علی مدد' تو گویا اس نے قولی عبادت میں علیؓ کو اللہ کا شریک بنایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللهِ اَحَدًا﴾ (الجن:۱۸)

”یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔“

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدنی: اسی طرح اگر کوئی شخص بدنی عبادت میں اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو وہ بھی مشرک ہے مثلاً کوئی علی ہجویری کے دربار پر ماتھا ٹیکے، رکوع کرے، ہاتھ باندھ کر اَدب سے کھڑا ہو تو یہ عملی عبادت میں اللہ کے ساتھ شرک ہے۔

مالی: اسی طرح اگر کوئی شخص نذرِ حسینؓ دیتا ہے تو گویا وہ مالی عبادت میں اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔اسی طرح قبروں پر دیگیں چڑھانا غیر اللہ کے نام کی گیارھویں دینا، جعفر صادق کے کونڈے بھرنا بھی مالی عبادت میں خالق کے ساتھ مخلوق کو شریک بنانا ہے۔اصل مقصود یہی توحید (توحیدِ اُلوہیت) ہے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور تمام آسمانی کتابیں توحید اُلوہیت کی خاطر آئیں اور قرآن وسنت میں توحیدِ ربوبیت صرف توحید اُلوہیت سمجھانے کے وسیلے کے طور پر ذکر کی گئی ہے۔مثلاً

﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ:۲۲)

''وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو فرض اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمہیں روزی دی، تو باوجود یہ جاننے کے تم اللہ تعالیٰ کے شریک نہ بناؤ۔''

الغرض کائنات کی تخلیق کا مقصد توحید اُلوہیت ہے رسولِ اکرمﷺ کی ذات تخلیق کائنات کا مقصود نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔

مصادرِ توحید

یہ تین ہیں:

① قرآنِ کریم ② سنتِ مطہرہ ③ اجماعِ اُمت (اجماعِ سلف)

① نبی اکرمﷺ نے اپنی زندگی میں وہ تمام عقائد و اعمال بیان کردیئے جن کی انسانوں کو ضرورت تھی اور جو عقائد و اعمال آپؐ نے بیان نہیں کیے، ان کی ضرورت ہی نہ تھی۔اس کے کئی دلائل ہیں:

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① رسول اکرم ﷺ کی رسالت ہدایت اور نور پر مشتمل ہے اور نور وہدایت اللہ تعالیٰ کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے اس لیے رسولِ کریم ﷺ نے اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے اور عقائد کی خوب وضاحت فرمائی ہے تاکہ امت مسلمہ آسانی کے ساتھ عقیدہ توحید کی روشنی سے منور ہو سکے اور کوئی چیز ہدایت اور نور تب ہی ہوسکتی ہے جب کہ اس میں کوئی چیز مخفی نہ ہو۔

② رسول اللہ ﷺ نے امت کے لیے چھوٹے سے لے کر بڑے مسائل سب بیان کیے ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت تھی۔ یہاں تک کہ آپ نے بول وبراز جیسے مسائل بھی واضح کیے ہیں جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں:

"قا ل بعض المشركين وهو يستهزئ أني لأرى صاحبكم يعلمكم حتى الخراء ة قلت أجل أمرنا أن لا نستقبل القبلة ولا نستنجي بأيماننا ولا نكتفي بدون ثلاثة احجار ليس فيها رجيع ولا عظم"(مشکوۃ،ص۴۴)

''کسی مشرک نے استہزا اور مذاق کرتے ہوئے کہا کہ تمہارا نبی تو تمہیں ہر چیز سکھلاتا ہے یہاں تک کہ بول وبراز اور قضاءِ حاجت کے مسائل بھی، تو حضرت مسلمان نے کہا ہاں واقعی ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم بول وبراز کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ نہ ہوں اور انہوں نے ہمیں دائیں ہاتھ کے استنجاء کرنے سے منع کیا ہے اور ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرتے ہوئے تین ڈھیلوں سے کم استعمال کرنے سے بھی روکا ہے اور گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے جب کہ چھوٹے چھوٹے مسائل کو ترک نہیں کیا تو عقیدہ توحید تو دینِ اسلام کی اَساس اور بنیاد ہے۔ عقائد کی وضاحت کو آپ کیسے نظر انداز کر سکتے تھے۔

③ نبی اکرم ﷺ میں تین خصلتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو ہر چیز کو واضح طور پر بیان کرنے کا تقاضا کرتی ہیں وہ خصلتیں یہ ہیں کہ آپ ﷺ:

❶ ساری مخلوقات سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کا علم رکھنے والے تھے۔

❷ تمام مخلوق سے بڑھ کر فصیح وبلیغ تھے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مخلوقات سے بڑھ کر اپنی امت کے خیر خواہ تھے۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو ایک واضح دین کے راستے پر چھوڑا ہے جس کی راتیں بھی دنوں کی طرح جگمگاتی ہیں اور اس دین کے عقائد واعمال میں کوئی تاریکی اور اندھیرا نہیں پایا جاتا۔اس دین کو چھوڑ کر وہی شخص ہلاک ہوتا ہے جو بدقسمت ہو۔ایسے دین کے ہوتے ہوئے ہمیں اپنے عقائد واعمال میں فلاسفہ، متکلمین اور دیگر گمراہ فرقوں کے پیچھے چلنے کی ضرورت نہیں ہے۔

توحیدِ اسماء وصفات میں خرابی کرنیوالے فرقے

اسماء وصفات میں مشہور گمراہ فرقے پانچ ہیں:

① قدریہ ② رافضہ ③ جہمیہ ④ خوارج ⑤ کرامیہ

❶ قدریہ

اس کا بانی ایک عیسائی 'سوسن' تھا۔ وہ معبد جہنی سے ملا اور اسے یہ عقیدہ دیا کہ کسی بھی چیز کے وجود میں آنے سے پہلے اللہ کو اس کا علم نہیں ہوتا اور تقدیر کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ بصرہ کا رہنے والا تھا۔صحیح مسلم میں ہے یحییٰ بن یعمرؒ کہتے ہیں:

> ''معبد جہنی پہلا شخص ہے جس نے بصرہ میں تقدیر کا قول اختیار کیا میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری حج یا عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تو ہم نے کہا وہاں اگر ہماری ملاقات کسی صحابی سے ہوئی تو ہم ان قدریہ کے بارہ میں سوال کریں گے۔اتفاق سے وہاں ہماری ملاقات حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ہوگئی جب کہ وہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے۔ہم دونوں میں سے ایک ان کے دائیں اور دوسرا بائیں جانب ہوگیا۔میں سمجھا کہ میرا ساتھی مجھے ہی بولنے کا موقع دے گا تو میں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! ہمارے ہاں بصرہ میں کچھ ایسے لوگ نمودار ہو رہے ہیں جو قرآن کریم پڑھتے ہیں اور علم کے طلب گار ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی تقدیر مقرر نہیں کی اور ہر چیز نو پید ہے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: جب آپ ان لوگوں سے ملیں تو ان سے کہنا میں ایسے لوگوں سے بری ہوں اور ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔میں اللہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اگر ان قدریہ میں کسی کے پاس احد پہاڑ کی بقدر سونا ہو اور وہ اسے اللہ کے راستے میں خرچ بھی کر دے تو تقدیر پر ایمان لائے بغیر اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرے گا۔اس کے بعد انہوں نے وہ مشہور حدیث بیان کی جو حضرت عمر فاروقؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دن بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک آدمی آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے۔اس پر کوئی سفر کے آثار بھی نہ تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے جانتا تھا۔وہ نبی اکرم ﷺ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے لگا کر اور آپ کے رانوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا اور سوال کیا اے محمد ﷺ! مجھے ایمان کے بارہ میں بتائیں۔ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، اور آخرت پر ایمان لانا ہے اور اچھی بری تقدیر پر بھی......'' (صحیح مسلم: ۱/۲۷)

حجاج بن یوسف کو جب پتہ چلا تو اُس نے معبد کو گرفتار کر کے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور سولی دے دی،لیکن اس کے بعد غیلان دمشقی نے یہ عقیدہ پھیلانا شروع کر دیا۔اس کو عبدالملک بن مروان نے گرفتار کر کے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی چڑھا دیا اور پھر آگ میں جلا دیا۔لیکن اس کے بعد اس نظریہ کا عَلَم واصل بن عطا غزال نے اٹھایا،لیکن اس نے تھوڑی سی ترمیم کر لی کہ اللہ تعالیٰ اشیا کو ان کے معرضِ وجود میں آنے سے پہلے جانتا ہے اور یہ بھی کہ خیر کا خالق تو اللہ ہے،لیکن شر کا خالق اللہ تعالیٰ نہیں۔گویا قدریہ دو طرح کے ہو گئے:

۱) قدریہ غلاۃ: یہ غیلان دمشقی کی ہلاکت سے ختم ہو گئے۔

۲) قدریہ معتزلہ: واصل بن عطا سے اس فرقہ کی ابتدا ہوئی جو معتزلہ کا بانی ہے۔اس کے نظریات کو عمرو بن عبید معتزلی نے بڑے زور و شور سے پھیلایا۔

قدریہ معتزلہ نے اپنے خود ساختہ تصورات کو متعارف کرانے کے لئے پانچ اُصول بنائے جن کے نام تو بظاہر اہل سنت والے رکھے،لیکن ان کی تعبیر خود ساختہ کی۔مزید برآں معتزلہ نے اپنا نام بھی 'اہل العدل والتوحید' رکھا جیسا کہ آج کل لوگ اپنا نام اہل سنت والجماعت رکھ لیتے ہیں،لیکن ساتھ ہی شرک و بدعت میں بھی مبتلا رہتے ہیں۔

قدریہ معتزلہ کے اُصولِ خمسہ فاسدہ جن پر انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی اور ان

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ سے اسلام کے ارکان کو گرانے کی کوشش کی:

① توحید ② عدل

③ منزلة بين المنزلتين ④ انفاذ الوعید

⑤ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

① توحید: سے ان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کیا جائے۔اور اس کی دلیل یہ دی کہ صفات ماننے سے اللہ تعالیٰ کا جسم لازم آئے گا، کیونکہ مخلوق بھی صفات کے ساتھ متصف ہے اور اس سے مخلوق کے ساتھ مشابہت لازم آئے گی حالانکہ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ اللہ کے مشابہ کوئی چیز نہیں ہے، لہٰذا اللہ کی صفات ہی نہیں ہیں،ان کا یہ نظریہ فاسد اور باطل ہے۔صفات کا انکار دراصل توحید اسماء وصفات کا انکار ہے۔

حالانکہ اہل السنۃ والجماعہ اللہ عزوجل کی صفات کو کیفیت کی تفصیل میں جائے بغیر مانتے ہیں، لہٰذا اس سے جسم ہونا لازم نہیں آتا۔

② عدل: اللہ تعالیٰ نے صرف خیر کو پیدا کیا ہے، شر کو اللہ نے پیدا نہیں کیا بلکہ شر مخلوق کی تخلیق ہے۔اس موضوع پر اہل السنۃ کے ابواسحٰق اسفرائینی اور عبدالجبار معتزلی کا مناظرہ ہوگیا:

عبدالجبار: سبحان من تنزّه عن الفحشاء

''اللہ تعالیٰ شر کو پیدا کرنے سے پاک ہے۔''

ابواسحٰق: سبحان من لا يقع في ملكه إلا ما شاء

''اللہ تعالیٰ پاک ہے جس کی بادشاہت میں کوئی چیز اس کے ارادے کے بغیر واقع نہیں ہوتی خواہ وہ خیر ہو یا شر۔''

عبدالجبار: أفيريد أن يُعصىٰ؟

''کیا اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی نافرمانی کی جائے؟''

ابواسحٰق: أفيُعصىٰ رُبنا مكرهًا؟

''ہمارا رب تعالیٰ نافرمان کی نافرمانی میں مجبور تو نہیں ہے۔''

عبدالجبار: مجھے بتلایئے اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے ہدایت کو روک لے اور میری ہلاکت کا فیصلہ کر

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے تو کیا یہ فیصلہ اچھا ہوگا یا برا؟

ابواسحٰق: جس چیز کو اللہ تعالیٰ تجھ سے روکتا ہے اگر تو وہ تیری ملکیت میں ہے تو یہ فیصلہ برا ہو،لیکن اگر وہ چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہے اور واقعی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملک ہے تو اللہ جو چاہے کرے (وہ صاحب اختیار ہے)۔اس پر عبدالجبار لاجواب ہوگیا۔

معتزلہ کو یہ مغالطہ اس بنا پر لاحق ہوا کہ اُنہوں نے اِرادہ کونیہ قدریہ اور اِرادہ دینیہ شرعیہ کو ایک ہی کردیا۔حالانکہ اللہ تعالیٰ اِرادہ کونیہ قدریہ کے اعتبار سے شر کے بھی خالق ہیں اور اِرادہ شرعیہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ شر کو پسند نہیں کرتے۔ واضح رہے کہ اِرادہ دینیہ شرعیہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مطلوب ومقصود ہے جبکہ ارادہ کونیہ قدریہ میں اللہ کی پسند ورضا کا ہونا ضروری نہیں۔

گویا معتزلہ نے اِرادۂ کونیہ کا انکار کردیا اور صرف شرعیہ کو مانا جب کہ صوفیا نے اِرادہ دینیہ شرعیہ کو لغو کردیا اور اِرادہ کونیہ قدریہ کے تحت ہر چیز کو اللہ کا محبوب بنا دیا۔

ارادہ دینیہ شرعیہ اللہ تعالیٰ کی محبوب اور پسندیدہ چیزوں کو شامل ہے جب کہ ارادہ کونیہ قدریہ خیر وشر ہر چیز کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہے۔بعض چیزوں میں اللہ کے دونوں ارادے جمع ہوجاتے ہیں جیسے مؤمن کا ایمان لانا

اور بعض چیزوں میں صرف ارادہ کونیہ قدریہ آتا ہے جیسے کافر کا کفر کرنا

بعض چیزوں میں اِرادہ شرعیہ آتا ہے جیسے کافر کا ایمان لے آنا۔

③ المنزلة بين المنزلتين: معتزلہ کے اس اُصول کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کبیرہ گناہ کرتا ہے تو وہ ایمان سے نکل جاتا ہے،لیکن کفر میں داخل نہیں ہوتا بلکہ ایمان وکفر کے درمیان ہوتا ہے۔

خوارج بھی یہی کہتے ہیں کہ مرتکب ِکبیرہ ایمان سے نکل جاتا ہے،لیکن ان میں اور معتزلہ میں فرق یہ ہے کہ ان کے نزدیک وہ کفر میں داخل ہوجاتا ہے، جبکہ معتزلہ اس کو کفر میں داخل نہیں سمجھتے۔لیکن نتیجہ اور آخرت کے اعتبار سے دونوں کا نظریہ برابر ہے کہ وہ دائمی جہنمی ہوگا۔جب کہ اہل سنت کہتے ہیں کہ مرتکب ِکبیرہ نہ تو ایمان سے نکلتا ہے اور نہ ہی مخلد فی النار ہوگا، بلکہ ارتکاب ِکبیرہ سے اس کے ایمان میں نقص اور کمی لاحق ہوجاتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ انفاذ الوعید: وعید کا نافذ کرنا اللہ پر لازمی ہے یعنی کسی مرتکب ِکبیرہ کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرسکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر رکھا ہے کہ ہر مجرم کو عذاب ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں کرے گا تو وعدہ خلافی لازم آئے گی۔

دو اعتبار سے معتزلہ کا یہ نظریہ بھی غلط ہے:

① اس وعید اور عذاب کو اللہ تعالیٰ نے عدمِ مغفرت کے ساتھ معلق کیا ہے کہ اگر معاف نہیں کروں گا تو پھر عذاب دوں گا، جیسا کہ گناہ سے توبہ کرنے والے کو وعید شامل نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ کے وعدہ کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

② نیز وعدہ اور وعید میں فرق ہے۔ وعدہ کی مخالفت تو مذموم ہے، لیکن وعید کی مخالفت تو قابل تعریف اور اکرام و اِحسان میں داخل ہے۔ اس کی دلیل یہ شعر ہے:

وإني إن أوعدته أو وعدته

لمخلف إيعادي و منجز موعدي

''میں اگر کسی کو وعید سناؤں یا اس سے وعدہ کروں تو وعید کو چھوڑ دیتا ہوں، لیکن اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہوں۔''

یعنی انعام کا اعلان وعدہ ہوتا ہے اور سزا کا اعلان وعید کہلاتا ہے اور وعدہ کو پورا کرنا ضروری ہے جب کہ وعید کو چھوڑنا ممدوح ہے۔

⑤ الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر: اس خود ساختہ اصول سے ان کے نزدیک مراد یہ ہے کہ ظالم حکمران کے خلاف تلواریں لے کر نکلنا اور اس سے لڑنا ضروری ہے۔

معتزلہ کے پھیلاؤ کے اَسباب

① حکمرانوں سے تعلقات ② چرب زبانی

③ فصاحت و بلاغت ④ باہم شدتِ تعاون

❷ رافضہ

تشیع میں غلو کرنے والوں کو 'روافض' کہا جاتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ تسمیہ: روافض کی وجہ تسمیہ کے بارے میں درج ذیل تین اَقوال ہیں:

◉ پہلا قول:

حضرت ابوبکر وعمر کی خلافت کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے اُنہیں روافض (انکار کرنے والے) کہا جاتا ہے۔ لرفضهم خلافة الشيخين

◉ دوسرا قول:

دین چھوڑ دینے کی وجہ سے یہ روافض کہلاتے ہیں۔ لرفضهم الدين یعنی یہ بظاہر تو دین کے دعوے دار ہیں، لیکن درحقیقت حقیقی اسلام سے بہت دور ہیں۔ روافض نے خود ساختہ دین بنایا ہوا ہے اور توحید کو نظر انداز کر کے یہ شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

◉ تیسرا قول:

زیدؒ بن علیؒ بن حسینؓ بن علیؓ دوسری صدی ہجری میں بنواُمیہ کے خلاف لڑنے کے لیے نکلے تو اُنہوں نے کہا اگر آپ شیخین کو گالیاں دیں گے اور ان سے براءت کا اظہار کریں گے تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ معاذ اللہ میں ایسا نہیں کرسکتا تو یہ الگ ہوگئے تو زید نے فرمایا: أرفضتموني

''کیا تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا'' اس سے انہیں 'رافضہ' کہا گیا۔

یمن کا رہنے والا عبداللہ بن سبا یہودی دورِ عمرؓ میں تو درّہ فاروقی سے ڈرتا تھا، لیکن دورِ عثمانیؓ میں اُن کی نرمی کی وجہ سے اس کو موقع مل گیا۔ یمن سے حجاز آکر اس نے اسلام کا دعویٰ کردیا اور غلط عقائد پھیلانے شروع کردیئے۔ اس نے یہ نظریات پھیلا دیئے کہ

① رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد حضرت علیؓ کی خلافت کی وصیت کی تھی۔

② ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ (معاذ اللہ) شیطان کو قتل کیا تھا جو علیؓ کی صورت میں آیا تھا۔

③ علیؓ میں اُلوہیت کا جز پایا جاتا ہے لہٰذا وہ قیامت کے نزدیک لوٹ کر آئیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔

گویا اس طرح ابن سبا نے شیعوں کو گمراہ کیا جیسے پولس نے عیسائیوں کو گمراہ کیا اس نے کہا:

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① مجھے عیسیٰ علیہ السلام ملے اور کہا کہ عیسائیت تمام لوگوں کا دین ہے۔

② مجھے وصیت کی ہے: الإله ثلاثة وثلاثة واحد وَهُم:أب، ابن وروح القدس
یعنی خدا تین ہیں (اب، ابن، روح القدس) اور تین ملک کر ایک ہے۔

③ عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے گناہوں کا کفارہ بن کر سولی چڑھ گئے ہیں۔

④ عیسیٰ علیہ السلام سولی دیئے جانے کے بعد زندہ ہوگئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب
عرش پر بیٹھ گئے۔

گویا جس طرح پولس نے عیسائیوں کو عیسائی بن کر گمراہ کیا، اسی طرح عبداللہ بن سبا نے
مسلمان بن کر شیعوں کو گمراہ کیا۔

❸ الجهمية

یہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہیں جس کو سلم بن اَحوز نے گرفتار کرکے قتل کردیا تھا اور
جہم نے یہ نظریات جعد بن درہم سے حاصل کئے تھے۔گویا اصل میں یہ نظریات جعد کے
تھے، لیکن جہمیہ کی نسبت جہم کی طرف اس لیے ہے کہ اس نے ان نظریات کا پرچار کیا۔جعد
کو خالد قسری نے گرفتار کیا اور عیدالاضحیٰ کو خطبہ دیا اور کہا:

”يأيها الناس ضحُّوا تقبل الله ضحاياكم فإنی مضحٍّ بجعد بن درهم
إنه زعم أن الله لم يتخذ إبراهيم خليلاً ولم يكلم موسى تكليما ثم نزل
فذبحه“

”اے لوگو! تم جانوروں کی قربانی کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قربانیاں قبول کرے۔میں تو جعد بن
درہم کی قربانی کروں گا، کیونکہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل نہیں
بنایا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی ہے پھر منبر سے اتر کر اسے
ذبح کردیا۔“

جہمیہ کے گمراہ کن نظریات

① نفی الصفات: یہ صفاتِ الٰہی کی کلی طور پر نفی کرتے ہیں۔

② القول بالجبر ونفي الإختيار عن العَبد: یعنی بندے کو کچھ اختیار نہیں، وہ مجبور

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض ہے۔ جو کچھ کرواتا ہے، اللہ ہی کرواتا ہے۔

③ فناء الجنة والنار: یعنی جنت اور جہنم بھی آخر کار فنا ہو جائیں گے۔

④ الإیمان معرفة فقط: یعنی ایمان فقط معرفت کا نام ہے۔

⑤ الخروج بالسیف علی أئمة الجور: یعنی ظالم حکمرانوں کے خلاف ہتھیاروں سے لڑنا واجب ہے۔

④ الکرّامیة

یہ محمد بن کرام سجستانی کی طرف منسوب ہیں۔ محمد بن کرام کو حکومتِ وقت نے آٹھ سال تک قید رکھا۔ اس نے بظاہر توبہ کرلی، لیکن جب آزاد ہوا تو پھر وہی نظریات پھیلانے شروع کردیئے۔

گمراہ کن نظریات

① مجاوزة الحد في إثبات الصفات حتی شبَّهوه بخلقه: یعنی یہ صفات باری تعالیٰ کو ثابت کرنے میں حد سے بڑھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی صفات بندوں کے مشابہ ہیں۔

② الإیمان هو النطق فقط: یعنی ایمان صرف اقرار کا نام ہے تصدیق اور عمل کی ضرورت نہیں۔ فقط کلمہ پڑھنے سے بندہ مسلمان ہو جاتا ہے۔

③ جواز وضع الأحادیث في الترغیب والترهیب: دینی اعمال کی طرف لوگوں کو راغب کرنے اور اللہ سے ڈرانے کے لیے اَحادیث اپنے پاس سے وضع کرنا جائز ہیں۔ جیسا کہ امام عراقی اپنے الفیہ میں فرماتے ہیں

وجوّز الوضع في الترغیب قوم ابن الکرّام وفي الترهیب

''کرامیہ فرقے نے ترغیب وترہیب کے باب میں احادیث وضع کرنے کو جائز کرلیا ہے۔''

⑤ خوارج

جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت لینے کی کوشش کی، لیکن

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناکامی ہوئی، لہٰذا آپ نے بزورِ طاقت بیعت لینے کا ارادہ کیا اور اسی ہزرا کا لشکر لے کر کوفہ سیشام چلے اور نخلیہ کے مقام پر مقیم ہو گئے۔ امیر معاویہ کو اس کا علم ہوا تو ساٹھ ہزار شامیوں کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلے اور صفین کے میدان میں دریائے فرات کے ساحل پر ڈیرے لگا لیے، دونوں فوجوں میں امت کے خیر خواہ، علما، صلحا اور حفاظِ قرآن کی کافی تعداد تھی۔ انہوں نے مصالحت کی کوشش کی۔ اس وجہ سے تین ماہ تک لڑائی رکی رہی اور طرفین کے سفیروں کی آمدورفت جاری رہی، لیکن مصالحت نہ ہو سکی۔ حضرت امیر معاویہؓ اس شرط پر بیعت کرنے کے لیے تیار تھے کہ قاتلین عثمان کو ان کے حوالے کر دیا جائے، لیکن یہ معاملہ بڑا پیچیدہ تھا، کیونکہ اس مطالبہ پر حضرت علیؓ کی فوج سے بیس ہزار آدمیوں نے آگے بڑھ کر بلند آواز سے کہا ہم سب قاتلینِ عثمان ہیں، اسی طرح مصالحت کی تمام کوششیں ناکام ہوگئیں اور جنگ شروع ہوگئی جس کا سلسلہ کئی مہینے تک جاری رہا، شامی لشکر نے عمرو بن عاص کے مشورے سے ایک عجیب کام کیا۔ صبح جب دونوں فوجیں مقابلے کے لیے نکلیں تو شامی نیزوں پر قرآن کریم اٹھائے ہوئے نکلے اور بلند آوز سے کہنے لگے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے آؤ مل کر اس کا فیصلہ قبول کر لیں۔ یہ تجویز کارگر ثابت ہوئی جس پر عراقیوں نے لڑائی سے ہاتھ روک لیے۔ حضرت علیؓ نے بہت سمجھایا کہ یہ ایک چال ہے مگر وہ نہ مانے اور کہا کہ اگر آپ نے قرآن کو حکم تسلیم نہ کیا تو ہم آپ سے بھی جنگ کریں گے۔ مجبوراً حضرت علیؓ کو لڑائی بند کرنی پڑی۔

اب تجویز یہ ٹھہری کہ طرفین سے ایک ایک نمائندہ بطورِ ثالث مقرر کیا جائے جو قرآن کریم کی رو سے اس جھگڑے کا فیصلہ کریں اور تا فیصلہ جنگ بند رہے گی اور یہ فیصلہ فریقین کے لیے واجب العمل ہوگا۔ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن عاص اور حضرت علیؓ کی طرف سے ابوموسی اشعری ثالث مقرر ہوئے۔ اس موقع پر ایک گروہ نے حضرت علیؓ کی مخالفت شروع کر دی اور یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کو بڑے اصرار کے ساتھ ثالثی کے لیے آمادہ کیا تھا جب کہ حضرت علیؓ شروع میں ثالثی کے حق میں نہ تھے، لیکن ان لوگوں کے زور دینے پر

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے، مگر اب یہی لوگ ''إن الحکم إلا للہ''فیصلہ تو صرف اللہ ہی کر سکتا ہے کا نعرہ لگا کر حضرت علیؓ کی فوج سے الگ ہو گئے۔اس گروہ کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی اور انہیں 'خارجی' کہا جاتا ہے، بعد میں ان لوگوں نے زور پکڑ لیا اور منظّم تحریک کی صورت اختیار کر لی۔حضرت علیؓ کے استفسار پر ان لوگوں نے کہا،آپ نے اللہ کے حکم میں انسانوں کو ثالث بنا لیا ہے، اس لیے ہم نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔حضرت علیؓ نے فرمایا میں تو ثالثی کے خلاف تھا،تم لوگوں نے اصرار کر کے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا۔اب جب کہ میں ثالثی کے عہد نامہ پر دستخط کر چکا ہوں تو تم مجھے اپنے عہد سے پھر جانے پر مجبور کرنے لگے ہو، میں ایسا نہیں کروں گا اور ثالثوں نے بھی قرآنی احکام کے مطابق فیصلہ کرنا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے،اس لیے انہیں ثالث ماننے میں کوئی قباحت نہیں ہے،مگر خارجیوں نے کہا ثالثی قبول کرنا کفر ہے،اگر ہم نے آپ کو ثالثی قبول کرنے کی تجویز دی تھی تو ہم نے گناہ کیا تھا اب ہم اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں،اگر آپ بھی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کر لیں تب ہم آپ کا ساتھ دیں گے، ورنہ آپ کے خلاف بھی جہاد کریں گے۔حضرت علیؓ نے انہیں بہت سمجھایا،لیکن وہ اپنی ضد پر مصر رہے اور حضرت علیؓ کی مخالفت شروع کر دی اور اس کے بعد خارجیوں کی سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔

خوارج کے نظریات

① حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کو کافر کہنا

② مرتکب کبیرہ پر کفر کا فتویٰ لگانا اور اسے مخلد فی النار کہنا

③ الخروج بالسیف علی أئمة الجور یعنی ظالم حکمرانوں کے خلاف ہتھیار لے کر لڑنا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

il ³ Ş» ¥ Æð sÑlgƒ Ñe Y

Æ{ I ~ Y2008w , (Ã¥ àVgeÆ lB e Yž ì ~ DÆ Mg‡
g7½ Ì n Æ¼lŠ ~ ;gE-{gëÜæÆ ¥ ylgzlô ¸ ‰ b š] âÅlge
~ ;gE-ÜæÃ¥ yl ~ Y2009 ~ l Ð ã!$m{ÅvlX ‰ ˆÅ I Ã
XŠcš¼lŠ ~ (w , , z13)w¯ ç lgÓl Ã¥ VzgegzlŠƒ Ýq¼lŠ
gƒ Ñe Y ~] JlÆ • klgzllƒ å • ª »¥ yl ~ Y2010~g †
~F (Kl Ì ~ ;gE- Üæ ä Vßlz ä 0 il ³ l » ¥ àV Ð ð sÑl
: ì sfè ø , Å T G Ýqi • Áylª ñ ƒ n gglŒ

{Š™ Ýq	• À	w ,	%	xŧ
•796	800	wÍlw ,	èÃm†Žö] èn×Ò	y , l † ƒ q
•794	800	wÍlw ,	èÃm†Žö] èn×Ò	Ûi · ƒ q
•787	800	wÍlÁ ,	&m , vö] èn×Ò	I Þly ˆ l ƒ q
•786	800	wÍlÁ ,	&m , vö] èn×Ò	‰]l † ƒ q

~ « £ ~k½! ² á lz ä ƒ ~ • ¬ ä I Þly ˆ l ƒ q ²
ä ¥ g . ƒ ylÆ e Y X H Ýq xÅl »wcggÐ 3Æ™ Ýq c i7 ~ iq l
yl KlÃxl™ {E , Rgzl ãæ Œ ƒ q Ëlze ³ l kæ Æ e Y Ð] ä ~{
X X N ¬ŠVz ƒ e n Æ ¹ FÅe Ygzlð à q : lÅVçx»
~ iæ A ª i Ÿ ä ¥ xÓ ½ki ~ ;gE-ÜæÆð sÑlgƒ Ñe Y
Å lB e Y X ì góll Ýl •ÆÜ } ã D ¤ q l sÜ ² ôÅ Ýq ! x»
gzl ñ âl•g) ë Ð Vçx»hx' Ã¥ yl \ ¬vlž • Í¬Š {E , lgzl ð O l
} WX ñ âl• Ø% = ÂÅ ä ™lŠl h »å tèV lgz 7 Q

èñÚ ¡ ‰Ÿ] …çaŸ èÃÚ^q å„ i^‰] æ änÚ^¿ jÞ]

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید بسلسلۂ غامدیت

محمد رفیق چودھری

اِسلامی ریاست کے اختیارات کا مسئلہ

اللہ تعالیٰ کی وحی کی روشنی میں نبی معصوم ﷺ احکامِ اسلامی کی تشکیل وتعبیر کرتے رہے، جنہیں کتاب وسنت بھی کہا جاتا ہے۔ یہی شریعت اور اس کا نفاذ ہے جبکہ جدید سیاسیات میں قانون سازی مقنّنہ، اس کی تشریح وتعبیر عدلیہ اور اس کا نفاذ حکومت کرتی ہے۔ 'نفاذ' کا لفظ ذو معنی ہے۔ چنانچہ قانون کا جاری ہونا اور اس کی عملداری دونوں کو 'نفاذ' کہتے ہیں۔ شریعت کی عرف میں 'کتابت' کا مفہوم نفاذ کے قریب ہے۔ جس کا تفصیلی نقشہ سنت رسول ﷺ مہیا کرتی ہے۔ گویا اُمت کتاب اللہ کے علاوہ سنت رسول اللہ ﷺ کی بھی پابند ہوتی ہے جس کی حیثیت تا قیامت اَبدی ہے، البتہ اگر نبی حکمران بھی ہو جس طرح بنی اسرائیل میں پہلی دفعہ سیدنا داوٗد علیہ السلام میں شریعت اور حکومت جمع ہوگئی تھیں۔ تو نبی ﷺ انفرادی اور اجتماعی طور پر اجتہاد وتدبیر بھی کرتے رہے جسے سیرت بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ شارع کے علاوہ حکمران بھی تھے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی رحلت سے خلافت کا دور شروع ہوا جس کی اُمت مسلمہ نگران ہے۔ نفاذ کی تکمیل تو محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کر چکے، اب اُمت مسلمہ کا کام اس کی نگرانی اور عملداری ہے۔ اسی سلسلہ میں انفرادی سطح پر ہر مسلمان شریعت کا مکلّف ہے تو اجتماعی سطح پر ملت اسلامیہ اس کی حفاظت اور نگرانی کی ذمہ دار ہے جس میں نماز، روزہ کے علاوہ تمام اسلامی احکام آجاتے ہیں، کیونکہ اسلام جامع دین وشریعت ہے جس میں عقیدہ' عبادات اور خاندانی رسوم ورواج کے علاوہ تہذیب ومعاشرت، معیشت واقتصاد اور سیاست وحکومت سبھی شامل ہیں۔ اسلامی حکومت کی جہاں یہ ذمہ داری ہے کہ دین کی عملداری میں اقامت صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ وغیرہ کی عملداری کا دھیان رکھے، وہاں یہ بھی ذمہ داری ہے کہ زندگی کے دوسرے اجتماعی میدانوں میں شریعت کی ہر خیر وبرکت کو فروغ دینے اور شر وظلم کو مٹانے کی سعی بجالائے جس کے لیے شریعت کی اصطلاح امر بالمعروف، نہی عن المنکر ہے۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا تصور قانون سے زیادہ وسیع اور بلند تر ہے جس میں دعوت وتبلیغ کے علاوہ خیر وعدل کی عملداری اور شر وظلم کا صفایا دونوں شامل ہیں۔

چونکہ قانون کا مزاج زیادہ تر منفی ہوتا ہے اس لیے اصل قانون وہ ہے جس کی سزا مقرر ہو ورنہ توجیہی قوانین Directive Laws زیادہ تر مقنّنہ کی خواہشات (Will) کا اظہار ہوتے ہیں' اسی بناء پر بعض دانشوروں کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ شریعت کے مثبت احکام' ریاست وحکومت کی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز اور زکاۃ کے علاوہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر دونوں کو حکومت کی بھی ذمہ داری قرار دیا ہے، لیکن بعض متجددین معروف کو حکومت کی ذمہ داری سے نکالنا چاہتے ہیں' تاکہ شریعت بھی محض قانون بن کر رہ جائے۔ زیر نظر مقالہ اسی قسم کے مغالطوں کی نشاندہی کر رہا ہے جو ہدیۂ قارئین ہے۔ (محدث)

....

غامدی صاحب کی تجدد پسندی اور اسلام سے جہالت کا حال یہ ہے کہ وہ اسلامی ریاست کو اُس کے بنیادی فرائض اور ذمہ داریوں سے روکتے ہیں اور اُسے اُن اختیارات سے بھی محروم دیکھنا چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُس کو عطا فرمائے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''ریاست اپنے مسلمان شہریوں کو کسی جرم کے ارتکاب سے روک سکتی اور اُس پر سزا تو دے سکتی ہے لیکن دین کے ایجابی تقاضوں میں سے نماز اور زکوٰۃ کے علاوہ کسی چیز کو بھی قانون کی طاقت سے لوگوں پر نافذ نہیں کرسکتی۔ وہ مثال کے طور پر، اُنہیں روزہ رکھنے کا حکم نہیں دے سکتی۔ اُن میں سے کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہوجانے کے باوجود کہ وہ صاحبِ استطاعت ہے، اُسے حج پر جانے کے لیے مجبور نہیں کرسکتی۔ جہاد وقتال کے لیے جبری بھرتی کا کوئی قانون نافذ نہیں کرسکتی۔ مختصر یہ کہ جرائم کے معاملے میں اُس کا دائرۂ اختیار آخری حد تک وسیع ہے، لیکن شریعت کے اَوامر میں سے ان دو 'نماز اور زکوٰۃ' کے سوا باقی سب معاملات دائرۂ اختیار میں نہیں ہے۔'' (میزان: ص۴۹۲، ۴۹۳، طبع سوم، مئی ۲۰۰۸ء، لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ غامدی صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ اسلامی ریاست مسلمانوں کو نماز اور زکوٰۃ کے سوا، دین کے کسی اور ایجابی تقاضے یا کسی شرعی امر کا حکم نہیں دے سکتی۔ لہٰذا وہ:

- مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا حکم نہیں دے سکتی۔
- اُن لوگوں کو جن پر حج فرض ہو، حج پر جانے کے لیے مجبور نہیں کرسکتی۔
- جہاد وقتال کے لیے جبری بھرتی کا کوئی قانون نافذ نہیں کرسکتی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ غامدی صاحب کا یہ دعویٰ غلط اور غیر اسلامی ہے۔ یہ اُن کی جہالت، تجدد پسندی اور اسلام دشمنی کا شاخسانہ ہے اور اُن کے اپنے 'استاد امام' کے اس بارے میں موقف کے بھی خلاف ہے۔

اب ہم اُن کے اس دعوے کا علمی جائزہ لیں گے:

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① قرآنِ مجید اور ریاست کی اطاعت

قرآنِ مجید میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد 'اُولوا الامر' یعنی حکمرانوں کی اطاعت کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اُن کی جو تم میں سے اہلِ اقتدار ہیں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو، اگر تم واقعی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔''

اس آیت میں اہل ایمان کو پہلے اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا، پھر اولوا الامر یعنی مسلمانوں کے خلیفہ اور حکمران کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تو ہر حال میں ہے اور غیر مشروط ہے جب کہ اولوا الامر کی اطاعت مشروط ہے اس سے کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے کسی حکم کے خلاف نہ ہو اور اُن کی اطاعت کے تابع ہو۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی ریاست کی اطاعت صرف معروف میں ہے اور منکر یا معصیت کے کاموں میں نہیں ہے۔ اسلامی ریاست جب کسی معروف کا حکم دے تو مسلمان شہریوں پر اُس کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے۔

② اَحادیث اور اسلامی ریاست کی اطاعت

صحیح احادیث میں بھی مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ معروف میں اپنے حکمرانوں کی اطاعت کریں اور معصیت میں اطاعت نہ کریں:

ایک متفق علیہ حدیث یہ ہے کہ

«السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب أو كره ما لم يؤمر

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمعصية فإذا أمر بمعصية فلا سمع و لا طاعة»

''ایک مسلمان پر اپنے امیر کا حکم سننا اور ماننا فرض ہے خواہ اس کا حکم اسے پسند ہو یا ناپسند، جب تک کہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ اور جب معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر کوئی سمع و طاعت نہیں۔'' (صحیح بخاری:۷۱۴۴، صحیح مسلم:۴۷۶۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

«إنما الطاعة في المعروف» (صحیح بخاری:۷۱۴۵)

''اطاعت صرف معروف (کے کاموں) میں ہے۔''

③ حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبۂ خلافت

مسلمانوں کے خلیفۂ اوّل سیدنا ابوبکرؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد اپنی پہلی تقریر میں یہ اعلان فرما دیا تھا کہ

''أطيعوني ما أطعت الله وَرسوله ، فإذا عصيت الله ورسوله فلا طاعة لي عليكم'' (کنزالعمال: ج۵/حدیث ۲۲۸۲)

''میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں اور جب میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت تم پر نہیں ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں حکمرانوں کی اطاعت صرف معروف اور جائز کاموں میں ہے، منکر اور معصیت کے کاموں میں نہیں ہے۔

④ اسلامی ریاست کے فرائض اور اختیارات

قرآنِ حکیم میں اسلامی حکومت کے درج ذیل فرائض بیان ہوئے ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ (الحج:۴۱)

''یہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو سرزمین میں اقتدار بخشیں گے تو وہ نماز کا اہتمام کریں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے روکیں گے اور انجام کار کا معاملہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔''

دوسرے مقام پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آلِ عمران:۱۰۴)

''اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو نیکی کی دعوت دے، معروف کا حکم کرے اور منکر سے روکے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

یاد رہے کہ ان دونوں آیات کا ترجمہ ہم نے دانستہ طور پر غامدی صاحب کے 'اُستاد امام' مولانا اصلاحی کی تفسیر 'تدبر قرآن' سے لیا ہے اور خود غامدی صاحب نے بھی اپنی کتاب 'میزان' میں ان دونوں آیات سے اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں ثابت کی ہیں۔ (ص:۴۸۹،۴۹۰)

مذکورہ آیات کو جو شخص بھی کھلے ذہن کے ساتھ پڑھے گا اُسے معلوم ہوجائے گا کہ اسلامی حکومت ہر 'معروف' کا حکم دینے اور ہر 'منکر' سے روکنے کے لیے قانون بنانے کا اختیار رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں یہ دونوں چیزیں معروف اور منکر 'عام' استعمال ہوئے ہیں اور ان کو 'خاص' نہیں کیا جاسکتا۔ یوں نہیں کہا جاسکتا کہ اسلامی حکومت بعض معروف کا حکم دے سکتی ہے اور بعض کا نہیں دے سکتی، کیونکہ خود قرآن نے اس کی کوئی تحدید یا تخصیص نہیں کی۔

البتہ قاعدہ یہی ہے کہ اسلامی حکومت نماز اور زکوٰۃ سمیت ہر 'معروف' کام کا حکم پہلے اخلاقی طور پر تعلیم و تبلیغ اور ترغیب و تلقین کے ذریعے دے گی۔ اس کے نتیجے میں اگر لوگ خوشی سے اور رضا کارانہ طور پر معروف کی پابندی کرلیں گے تو قانون ان سے کوئی تعرض نہیں کرے گا، لیکن اگر اس کے باوجود جو لوگ 'معروف' پر عمل نہیں کریں گے تو اسلامی حکومت قانون کی طاقت سے اُن کو 'معروف' کا پابند کرے گی، کیونکہ قرآن کی رُو سے جس طرح جرائم کے خاتمے اور منکرات کے سدِباب کے لیے اسلامی ریاست وسیع اختیارات رکھتی ہے، بالکل اسی طرح 'معروف' کی پابندی کرانے کے لیے بھی اُسے ویسے ہی وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

یاد رکھئے شریعت کے تمام اَوامر ونواہی کے بارے میں اسلامی ریاست کا یہی دستور العمل ہے، کیونکہ وہ محض واعظ اور ذاکر نہیں ہوتی بلکہ اور دنیا کی ہر حکومت کی طرح صاحبِ اختیار و اقتدار حکمران ہوتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ روزے کا حکم اور اسلامی ریاست

روزہ رکھنا دین کا ایک ایجابی تقاضا اور ایک شرعی امر ہے اور اسلامی حکومت جو ہر معروف کا حکم دے سکتی ہے، روزے کے معروف کا بھی حکم دے گی۔ وہ پہلے نصیحت اور ترغیب کے انداز میں مسلمانوں کو اس معروف کی تلقین کرے گی اور اگر لوگ اُس کی اس اخلاقی تبلیغ ہی سے روزے کی پابندی کرلیں گے تو وہ قانون کو حرکت میں نہیں لائے گی۔ لیکن جو لوگ اُس کی اس نصیحت اور تلقین پر عمل نہیں کریں گے اور رمضان المبارک میں سرعام روزہ خوری کریں گے تو اسلامی حکومت اُن کو قانون کی طاقت سے روزہ رکھنے پر مجبور کرے گی اور بعض حالات میں مناسب سزا بھی دے گی۔

غامدی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس بارے میں خود اُن کے 'استاد امام' امین احسن اصلاحی کا موقف بھی اُن کے خلاف ہے اور اُن کا موقف یہ ہے کہ خلیفۂ وقت روزے کے شرعی حکم سمیت اللہ تعالیٰ کے تمام منصوص احکام و مسائل کو طاقت کے زور سے نافذ کرسکتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب 'اسلامی ریاست' میں لکھتے ہیں:

> ''حضور ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے جو قبائل مرتد ہوگئے تھے، ان میں ایک گروہ اُن لوگوں کا بھی تھا جو کہتے تھے کہ ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُن کو بزورِ شمشیر ادائیگی زکوٰۃ پر مجبور کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ معاملہ اُن کے نزدیک شریعت کے اُن واضح اور منصوص مسائل میں سے تھا جن کے بارے میں دو رائیں نہیں ہوسکتی تھیں۔ اس وجہ سے اس میں اُنہوں نے شوریٰ سے مشورہ حاصل کرنے کا اپنے کو پابند نہیں سمجھا بلکہ روزہ، نماز، حدود، تعزیرات اور اس قسم کے دوسرے مسائل کی طرح اس میں بحیثیت خلیفہ کے اپنی ذمہ داری خدا کے قانون کی تنفیذ سمجھی۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے اس نقطۂ نظر کے مطابق یہ فیصلہ کرلیا کہ اگر یہ اسلامی بیت المال کو زکوٰۃ ادا نہ کریں تو ان کو طاقت کے زور سے اطاعت پر مجبور کیا جائے۔'' (اسلامی ریاست: ص۴۰، طبع ۲۰۰۶ء دارالتذکیر، لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا اصلاحی کا موقف یہ ہے کہ اسلامی حکومت مسلمانوں کو نہ صرف روزہ رکھنے کا حکم دے سکتی ہے بلکہ وہ شریعت کے تمام واضح اور منصوص اوامر و مسائل، جن میں

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز، زکوۃ، حج، قربانی اور جہاد وغیرہ شامل ہیں، کے نفاذ کے لیے قانون کی طاقت استعمال کرسکتی ہے۔

⑥ حج کا حکم اور اسلامی ریاست

حج بھی دین کا ایک ایجابی تقاضا اور شرعی امر ہے۔ اسلامی حکومت اپنے عمال سمیت تمام صاحبِ استطاعت لوگوں کو حج کرنے پر مجبور بھی کرسکتی ہے۔ یہ معاملہ بھی پہلے تعلیم وترغیب اوروعظ ونصیحت سے شروع ہوگا اور جو لوگ استطاعت کے باوجود حج کرنے میں کوتاہی کریں گے، اسلامی ریاست اُن کو اس فریضے کی ادائیگی کے لیے قانون کی طاقت استعمال کرے گی۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں اس کی نظیر موجود ہے۔ چنانچہ خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ

”لو ترك الناس الحج لقاتلتهم عليه كما نقاتلهم على الصلاة والزكوٰة“

”اگر لوگ (استطاعت کے باوجود) حج کرنا چھوڑ دیں تو میں ان سے جنگ کروں گا جیسے ہم نماز اور زکوۃ چھوڑنے والوں کے خلاف جنگ کرتے ہیں۔“ (درّ منثور:۲/۳۹۳)

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کا یہ قول بھی ہے کہ:

” لقد هممت أن أبعث رجالا إلى هذه الأمصار فلينظروا كل من كان له جدة، ولم يحج، فيضربوا عليهم الجزية، ما هم بمسلمين، ما هم بمسلمين“ (فتح القدیر:۲/۲، ابن کثیر:۲/۸۵، کنز العمال، رقم الحدیث:۱۲۴۰۰)

”میں چاہتا ہوں کہ تمام شہروں اور علاقوں میں کچھ آدمی بھیجوں جو ان لوگوں کا پتہ چلائیں جو استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتے، تاکہ وہ ان پر جزیہ ادا کریں، کیونکہ ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست صاحبِ استطاعت مسلمانوں کو حج کرنے کے لیے قانونی طاقت بھی استعمال کرسکتی ہے۔

⑦ جہاد وقتال کا حکم

جہاد وقتال بھی دین کا ایک ایسا ایجابی تقاضا اور شرعی امر ہے جس کے بارے میں علماے اسلام کا اتفاق اور اجماع ہے۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غامدی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح دنیا کی کوئی حکومت اپنے ملک کے دفاع سے غفلت نہیں برت سکتی اور ہنگامی صورتِ حال میں جبری بھرتی کا قانون نافذ کرسکتی ہے۔ اسی طرح اسلامی ریاست بھی اپنے ملک کے دفاع، جسے اسلامی اصطلاح میں جہاد وقتال کہتے ہیں، سے قطعاً غافل نہیں رہ سکتی۔ اسلام میں جہاد وقتال دین کا ایجابی تقاضا بھی ہے اور فریضہ بھی۔ اس کے لیے اسلامی ریاست اپنی تعلیم گاہوں میں نوجوانوں کے لیے جہاد و قتال کی خاطر فوجی تربیت کا حصول لازمی قرار دے سکتی ہے۔ غیر معمولی اور ہنگامی حالات میں جبری بھرتی کا قانون نافذ کرسکتی ہے اور جب وہ نفیر عام (عام لام بندی) کا حکم جاری کردے تو اس کی اطاعت ہر صحت مند جوان مسلمان مرد پر لازم ہوجاتی ہے۔ پھر جو لوگ شرعی عذر کے بغیر ایسے موقع پر جہاد وقتال میں شرکت نہ کریں، اُن کو وہ مناسب سزا بھی دے سکتی ہے۔

قرآن مجید کی سورہ التوبہ میں اُن تین بدری صحابہ کرامؓ کا واقعہ موجود ہے جو غزوۂ تبوک میں شرکت نہیں کرسکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُن تینوں صحابہ کو معاشرتی مقاطعہ (Social Boycott) کی سزا دی تھی اور اُن کی منکوحہ بیویوں کو بھی اُن سے الگ رہنے کا حکم جاری فرمایا تھا۔ یہ واقعہ صحیح بخاری کتاب التفسیر رقم: ۴۶۷۷ میں اور صحیح مسلم: کتاب التوبہ رقم: ۷۰۱۶ میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

ہمیں معلوم ہے کہ غامدی صاحب سرے سے جہاد وقتال کے حکم ہی کے منکر ہیں اور اُن کے نزدیک یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ لیکن کیا اُن کے نہ ماننے سے شریعت کا کوئی حکم بدل سکتا ہے؟ ع حقیقت خود کو منوا لیتی ہے، مانی نہیں جاتی

⑧ جبری تعلیم اور اسلامی ریاست

آج کی اکثر 'مہذب ریاستوں' میں جبری تعلیم کا قانون موجود ہے جس کی خلاف ورزی پر والدین کے لیے سزا بھی رکھی گئی ہے اور کوئی معقول شخص اس قانون کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ اسلام میں بھی حصولِ علم کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ حدیث میں ہے کہ

«طلب العلم فريضة على كل مسلم» (ابن ماجہ، رقم: ۲۲۴)

''(دین کا) علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ریاست بھی اپنے مسلمان شہریوں کو وعظ ونصیحت کے انداز میں لوگوں کو دینی تعلیم کے حصول کے لیے ترغیب دیتی ہے، لیکن جہاں ضرورت ہو، وہاں وہ دین کی بنیادی تعلیم کو جبری طور پر بھی نافذ کرسکتی ہے۔ خلافتِ راشدہ سے اس کا ثبوت بھی مل جاتا ہے۔

چنانچہ اس بارے میں علامہ شبلی نعمانیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب 'الفاروق' میں امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''خانہ بدوش بدوؤں کے لیے قرآنِ مجید کی تعلیم جبری طور پر قائم کی، چنانچہ ایک شخص کو جس کا نام ابوسفیان تھا، چند آدمیوں کے ساتھ مامور کیا کہ قبائل میں پھر پھر کر ہر شخص کا امتحان لے اور جس کو قرآنِ مجید کا کوئی حصہ یاد نہ ہو اُس کو سزا دے۔'' (الفاروق: ص ۲۴۸، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، لاہور بحوالہ 'اغانی' ج ۱۶/ص ۱۵۸، نیز الاصابہ فی احوال الصحابہ میں بھی یہ واقعہ منقول ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست دین کی جبری تعلیم قانون بھی نافذ کرسکتی ہے۔ اس کا سبب ظاہر ہے کہ دین کا علم حاصل کرنا دین کا ایک ایجابی تقاضا ہے، ایک شرعی امر ہے اور ایک معروف کام ہے اور یہ اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں ہے کہ وہ اپنے مسلمان شہریوں کو معروف کا حکم دے اور اس کی اُن سے پابندی کرائے۔

⑨ سرکاری منصب اور اسلامی ریاست

اسلامی ریاست کسی ایسے فرد کو سرکاری عہدہ ومنصب قبول کرنے کا حکم بھی دے سکتی ہے جو اُس کے نزدیک اس کا اہل ہو، چنانچہ مصنف عبدالرزاق ج ۱۱/ص ۳۴۸ میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے مشہور صحابی سعید بن عامر جمحیؓ کو شام کے علاقے حمص کا والی (گورنر) بنانا چاہا تو اُنہوں نے انکار کردیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ نہیں ہوسکتا کہ تم لوگ خلافت کی ساری ذمہ داری کا بوجھ میری گردن پر ڈال دو اور خود اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھ جاؤ۔

یہ جواب سن کر سعید بن عامرؓ نے وہ عہدہ قبول کرلیا اور اُن کو حمص (شام) کا گورنر بنایا گیا جہاں پر کئی برس تک اس عہدے پر فائز رہے۔ (بحوالہ فقہ عمر: ص ۱۱۸، نیز یہ واقعہ صور من حیاۃ الصحابۃ از ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت پاشا، ص ۱۰ پر بھی موجود ہے۔ اس کتاب کا اُردو ترجمہ 'حیاتِ صحابہ کے درخشاں پہلو' کے نام سے موجود ہے)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقام پر کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ یہ سرکاری عہدہ قبول کرنے کا معاملہ کوئی دینی کام نہیں تھا یا یہ 'دین کا کوئی ایجابی تقاضا' نہ تھا، کیونکہ اوّل تو اسلام میں دین اور سیاست دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ ع جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

دوسرے یہ کہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ امانتیں اُن کے حق داروں کو پہنچائے اور اسلام میں سرکاری عہدہ و منصب ایک امانت ہے اور یہ امانت صرف اس کے اہل اور باصلاحیت لوگوں ہی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے حق داروں کو پہنچا دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ اللہ تمہیں کتنی اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔" (النساء:۵۸)

⑩ مسلمان عورت کا شرعی پردہ

مسلمان عورت کا شرعی پردہ بھی دین کا ایک ایجابی تقاضا اور شرعی امر ہے۔ اسلامی ریاست مسلمان خواتین کو شرعی پردے کا پابند کرنے کے لیے پہلے مرحلے میں تعلیم وتلقین اور نصیحت و ترغیب سے کام لے گی۔ اگر اسی سے اُس کا مقصد پورا ہوجائے گا تو وہ قانون کی طاقت استعمال نہیں کرے گی۔ لیکن وعظ و نصیحت کے باوجود جو مسلمان خواتین شرعی پردے کی پابندی نہیں کریں گی، اُن کے خلاف قانون کی طاقت استعمال کی جائے گی۔

اگرچہ غامدی صاحب سرے سے مسلمان عورت کے لیے شرعی پردے ہی کو نہیں مانتے اور اسے محض رسم و رواج قرار دیتے ہیں مگر ساری اُمت کی طرح اُن کے اپنے 'استاد امام' اسے شریعت کا ایک ضروری حکم مانتے ہیں اور اس بارے میں اُن کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ

"جس طرح دنیا کی کوئی حکومت بھی اپنی حدود کے اندر کسی ایسی چیز کو روا نہیں کرسکتی جو معاشرے کی اجتماعی زندگی کو ریاست کے بنیادی اُصولوں کے خلاف متاثر کرنے والی ہو، اسی طرح اسلامی حکومت اپنی حدود کے اندر کسی بھی اس بات کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ قحبہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گری یا سودی لین دین کا پیشہ کرے، اگرچہ یہ کسی شخص یا گروہ کے نزدیک جائز اور کارِثواب ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ ملک کی اجتماعی زندگی کے اخلاقی اور معاشی نظام کو بگاڑنے والی چیزیں ہیں۔ اسی طرح غیر مسلم عورتوں کو اگرچہ پردے کی شرعی حدود کا قانوناً پابند نہیں کیا جائے گا لیکن بہرحال اُن کو اس بات کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ مغرب زدہ عورتوں کی طرح لوگوں کے اخلاق بگاڑتی پھریں۔" (اسلامی ریاست: ص۲۱۹،۲۲۰، طبع ۲۰۰۶ء لاہور)

مولانا اصلاحی کے اس بیان سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ اُن کے نزدیک اسلامی حکومت مسلم خواتین کو نہ صرف قانونی طور پر شرعی پردے کا پابند کرسکتی ہے بلکہ وہ غیر مسلم عورتوں کو بھی ایک مناسب حدتک پردے کا پابند کرکے اُن کو کھلے عام بے پردگی سے روک سکتی ہے۔

⑪ جو چیز قانون ہے، اُس کا نفاذ کیوں نہ ہو؟

غامدی صاحب اپنی کتاب 'میزان' طبع سوم، مئی ۲۰۰۸ء میں 'قانونِ عبادات' کے عنوان کے تحت روزے، قربانی سمیت تمام اسلامی عبادات کو 'قانون' قرار دیتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

① "روزے کا یہ قانون مسلمانوں کے اِجماع اور تواترِ عملی سے ثابت ہے۔" (ص:۳۶۹)

② "قربانی کا جو قانون مسلمانوں کے اجماع اور تواترِ عملی سے ہم تک پہنچا ہے، وہ یہ ہے......" (ص:۴۰۵)

مزید "قربانی کا قانون یہی ہے" (ص:۴۰۶)

③ "قانونِ عبادت میں نماز، زکوٰۃ، قربانی، عمرہ، حج، روزہ اور اعتکاف شامل ہیں۔" (ص:۲۶۳ تا ۴۰۵)

④ "زکوٰۃ کا قانون مسلمانوں کے اجماع اور تواترِ عملی سے ہم تک پہنچا ہے۔" (ص:۳۵۰)

اب سوال یہ ہے کہ جب روزہ قانون ہے، حج قانون ہے اور قربانی قانون ہے تو ایک اسلامی حکومت اپنے ان 'قوانین' کو نافذ کیوں نہیں کرسکتی۔ سب جانتے ہیں کہ قانون چیز ہی ایسی ہوتی ہے جسے ہر ریاست طاقت کے زور سے نافذ کرتی ہے۔ پھر کیا اسلامی ریاست اپاہج اور اتنی بے بس ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے احکام وقوانین کی تنفیذ نہیں کرسکتی اور اس کے لیے طاقت استعمال نہیں کرسکتی۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اگر غامدی صاحب کی منطق درست مان لی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر اسلامی حکومت منافق ہوتی ہے یا اُسے منافق ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ملکی قوانین میں سے جس قانون کو چاہے، طاقت سے نافذ کردے اور جس قانون کو چاہے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دے اور اس کے لیے نہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہو اور نہ بندوں کے سامنے۔ غور کیجئے یہ کتنا بھیانک تصور ہے اسلامی ریاست کے بارے میں جو غامدی صاحب کی کھوپڑی سے برآمد ہوا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ غامدی صاحب کا یہ دعویٰ بے اصل اور خلافِ اسلام ہے کہ ایک اسلامی ریاست نماز اور زکوٰۃ کے سوا کسی شرعی کام یا دین کے کسی ایجابی تقاضے کا حکم نہیں دے سکتی۔ البتہ اسلامی حکومت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں کے معاملے میں پہلے مرحلے میں تعلیم وتبلیغ اور ترغیب وتلقین سے کام لے گی لیکن جو لوگ اس سے اِصلاح پذیر نہ ہوں، اُن کی اصلاح کے لیے قانون کی طاقت استعمال کرے گی اور جس طرح کسی منکر کو مٹانے کے لیے وہ وسیع انتظامی اور صوابدیدی اختیارات رکھتی ہے، اُسی طرح معروف کا حکم دینے میں بھی اُسے وسیع اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ اس معاملے میں وہ آج کے مہذب معاشروں کی حکومتوں کے مقابلے میں کم اختیارات کی حامل نہیں ہوتی۔

جامعة لاهور الإسلامية کے علمی مجلّے ماہنامہ 'رشد' لاہور کی

'علم القراءات' پر تین خصوصی اشاعتیں

اُردو زبان میں قراءات کا انسائیکلو پیڈیا ◉ مجموعی صفحات: ۳۰ ہزار تقریباً

تمام مکاتبِ فکر کے فتاویٰ ◉ شخصیات وتاریخ قراءات ◉ شجرہ ہائے قراءات

قراءات پر مستشرقین اور منکرین کے اعتراضات اور ان کے شافی جوابات

نامور قراء کے انٹرویوز ◉ دنیا بھر مطبوعہ مصاحفِ قراءات کی عکسی نقول

پتہ برائے خریداری: 99 جے ماڈل ٹاؤن، لاہور فون 5839404, 5866476

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معیشت واقتصاد

شیخ الحدیث حافظ ذوالفقار علی

[قسط سوم]

خرید وفروخت کے زرّیں اسلامی اُصول

قیمت کے متعلق ہدایات

یہ بات تو مسلم ہے کہ بیع اسی صورت میں منعقد ہوگی جب مشتری فروخت کنندہ کو بدلے میں کوئی قیمت ادا کرے گا، اس کے بغیر بیع وجود میں نہیں آسکتی تاہم شریعتِ مطہرہ نے اس پہلو کونظر انداز نہیں کیا بلکہ اس کے متعلق بھی ہماری مکمل رہنمائی کی ہے۔

① اس سلسلہ میں پہلی بات یہ یاد رکھیں کہ معاوضہ کرنسی کی شکل میں ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر اس چیز کی بنیاد پر لین دین ہوسکتا ہے جو شریعت کی رو سے جائز اور معاشرہ میں بطورِ معاوضہ قبول کی جاتی ہو۔ جو چیزیں شرعاً جائز نہ ہوں جیسے شراب، مردار اور خنزیر وغیرہ ہے، یا وہ اشیا جو معاشرہ میں آلہ مبادلہ کی حیثیت سے رائج نہ ہوں، وہ قیمت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔

② قیمت معلوم ہو

قیمت کے بارے میں دوسری ہدایت یہ دی گئی ہے کہ فریقین مکمل تفصیلات طے کر کے معاملہ کریں،مثلاً قیمت کیا ہوگی، ادائیگی فوری ہوگی یا تاخیر سے، اگر تاخیر سے ہوگی تو کتنی مدت بعد،اور ادائیگی کا طریقہ کیا ہوگا؟ یکمشت ہوگی یا قسطوں میں، یہ تمام اُمور پہلے طے کرنا ضروری ہیں بصورتِ دیگر بیع منعقد نہیں ہوگی۔یہی وجہ ہے کہ فقہاے کرام بیع کی شرائط میں ایک شرط یہ بیان کرتے ہیں:

أن یکون الثمن معلومًا للمتعاقدین أیضًا كما تقدَّم لأنه أحد العوضین فاشترط العلم به كالمبیع [الروض المربع:ص۲۸۰،۲۸۱]

''فریقین کو قیمت بھی معلوم ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کیونکہ ایک عوض یہ قیمت ہے لہٰذا فروخت کی جانے والی چیز کی طرح اس کا بھی علم ہونا چاہیے۔''

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت مجہول ہونے کی ایک شکل یہ ہے کہ چیز خریدتے وقت قیمت کا تذکرہ ہی نہ ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ تذکرہ تو ہو مگر اس طرح کہ فریقین میں سے کسی کو متعین قیمت کا علم نہ ہو۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ میں فلاں چیز کو اس کی بازاری قیمت پر خریدتا ہوں یا اس قیمت پر خریدتا ہوں جو اس پر درج ہے جبکہ اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی بازاری قیمت یا اس پر درج شدہ قیمت کیا ہے۔ چنانچہ علامہ بہوتیؒ فرماتے ہیں:

فإن باعه برقمه أي ثمنه المكتوب عليه وهما يجهلانه أو أحدهما لم يصح للجهالة [الروض المربع: ص۲۸۱]

''اگر اس کو اوپر لکھی ہوئی قیمت پر بیچے جبکہ وہ دونوں یا ان میں سے ایک بھی لکھی ہوئی قیمت سے ناواقف ہو تو قیمت مجہول ہونے کی بنا پر بیع صحیح نہیں ہوگی۔''

اسی طرح یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ جس قیمت پر فلاں شخص نے فروخت کی ہے یا جس قیمت پر لوگ فروخت کر رہے ہیں، اسی قیمت پر میں آپ کو بیچتا ہوں لیکن فریقین اس قیمت سے واقف نہ ہوں یا یہ کہنا کہ جو قیمت آپ کو پسند ہو وہ دے دینا یا جس قیمت پر میں نے خریدی ہے، اسی پر آپ کو بیچتا ہوں جبکہ خریدار کو قیمتِ خرید کا علم نہ ہو، کیونکہ ان صورتوں میں قیمت مجہول رہتی ہے جو نزاع کا باعث بن سکتی ہے جبکہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ قیمت پہلے طے ہونی چاہیے تاکہ جھگڑے کا خطرہ نہ رہے۔ البتہ اگر مجلسِ عقد کی برخاستگی سے قبل حتمی قیمت کا علم ہو جائے تو پھر بیع جائز ہوگی۔

③ نقد اور اُدھار قیمت میں فرق

یہ امر تو طے ہے کہ خرید وفروخت جس طرح نقد جائز ہے، ادھار بھی جائز ہے بشرطیکہ ادائیگی کی مدت معلوم ہو لیکن کیا اُدھار کی صورت میں نقد کے مقابلہ میں زائد قیمت رکھنا جائز ہے؟ یہ ایک اہم سوال ہے جو قیمت پر گفتگو کرتے ہوئے پوری شدت سے اُبھر کر سامنے آتا ہے کیونکہ عصر حاضر میں قسطوں پر لین دین کا رواج ہے اور اس میں ہمیشہ نقد کی نسبت زیادہ قیمت رکھی جاتی ہے۔ بعض علما اس کو ناجائز قرار دیتے ہیں لیکن اگر دلائل کی روشنی میں غور کیا جائے تو ان کی رائے صائب معلوم نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر فقہاے محدثین اُدھار کی

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے قیمت میں اضافہ جائز سمجھتے ہیں، چنانچہ امام شوکانیؒ لکھتے ہیں:

قَالَتِ الشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنفِيَّةُ وَزَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ وَالْمُؤَيَّدُ بِاللهِ وَالْجُمْهُورُ: إِنَّهُ يَجُوزُ لِعُمُومِ الْأَدِلَّةِ الْقَاضِيَةِ بِجَوَازِهِ وَهُوَ الظَّاهِرُ [نیل الاوطار: ج۸/ص۲۰۱]

''شافعیہ، حنفیہ، زید بن علی، مؤید باللہ اور جمہور نے جواز کے عمومی دلائل کی بنا پر اسے جائز قرار دیا ہے اور ظاہر بھی یہی ہے۔''

◉ امام شوکانیؒ نے اس کے حق میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام ہے:

شِفَاءُ الْغَلِيلِ فِي حُكْمِ زِيَادَةِ الثَّمَنِ لِمُجَرَّدِ الْأَجَلِ

اس رسالہ میں اُنہوں نے زیر بحث مسئلہ کے متعلق بڑی عمدہ تحقیق پیش فرمائی ہے چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں:

''ہم نے اس میں ایسی تحقیق پیش کی ہے جو ہم سے پہلے کسی نے نہیں کی۔'' [ایضاً: ص۲۰۲]

◉ اہل حدیث اکابر علماء سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی، نواب صدیق حسن خان، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمہم اللہ کا موقف بھی یہی ہے کہ اُدھار میں زائد قیمت رکھی جا سکتی ہے۔ [فتاویٰ نذیریہ: ج۲/ص۱۶۲، الروضۃ الندیۃ: ج۲/ص۸۹، فتاوی ثنائیہ: ج۲/ص۳۶۵، فتاویٰ اہل حدیث: ج۲/ص۲۶۳، ۲۶۴]

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ قرآن حکیم کی آیت: ﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ﴾ [البقرۃ:۲۷۵]

''اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے'' سے پتہ چلتا ہے کہ سوائے ان شکلوں کے جن کی حرمت قرآن وحدیث میں بیان کر دی گئی ہے، خرید وفروخت کی تمام صورتیں جائز ہیں، چونکہ قرآن کی کسی آیت یا حدیثِ نبوی سے یہ واضح نہیں کہ اُدھار میں زائد قیمت لینا غلط ہے، اس لیے یہ جائز ہے۔

جن علما کے نزدیک نقد اور اُدھار کی صورت میں علیحدہ علیحدہ قیمت رکھنا ناجائز ہے، وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا۔''

[جامع ترمذی: کتاب البیوع باب ما جاء في النهي عن بيعتين في بيعة]

''نبی ﷺ نے فرمایا جو ایک بیع میں دو بیع کرے، اس کے لیے کم قیمت ہے یا سود۔''

[سنن ابی داؤد: باب فيمن باع بيعتين فى بيعة]

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان حضرات کے خیال میں 'ایک بیع میں دو بیع' کا مطلب نقد اور اُدھار کی قیمت میں فرق ہے لیکن اگر اس کی تشریح میں محدثین کے اَقوال کو سامنے رکھا جائے تو یہ مفہوم درست معلوم نہیں ہوتا۔ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں:

وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِنَقْدٍ بِعَشَرَةٍ وَبِنَسِيئَةٍ بِعِشْرِينَ وَلاَ يُفَارِقُهُ عَلَى أَحَدِ الْبَيْعَيْنِ فَإِذَا فَارَقَهُ عَلَى أَحَدِهِمَا فَلاَ بَأْسَ إِذَا كَانَتِ الْعُقْدَةُ عَلَى وَاحِدٍ مِنْهُمَا .

قَالَ الشَّافِعِيُّ: وَمِنْ مَعْنَى نَهْيِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ أَنْ يَقُولَ أَبِيعُكَ دَارِي هٰذِهِ بِكَذَا عَلَى أَنْ تَبِيعَنِي غُلاَمَكَ بِكَذَا

[سنن ترمذی: باب ما جاء في النهى عن بيعتين في بيعة]

''بعض اہل علم نے ''ایک بیع میں دو بیع'' کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ فروخت کنندہ یوں کہے کہ میں یہ کپڑا تجھے نقد دس اور اُدھار بیس کا فروخت کرتا ہوں، اور فریقین کوئی ایک قیمت طے کئے بغیر جدا ہوں جائیں، لیکن جب ایک قیمت پر متفق ہو کر جدا ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔
امام شافعیؒ فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ فروخت کنندہ یہ کہے کہ میں اپنا یہ گھر آپ کو اتنے میں اس شرط پر بیچتا ہوں کہ آپ اپنا غلام اتنے میں مجھے فروخت کریں گے۔''

◉ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے استاد (ابن تیمیہ) کا قول ہے کہ'' جو ایک بیع میں دو بیع کرے، اس کے لیے کم قیمت ہے یا سود'' سے مراد بعینہٖ بیع عِینَہ ہے۔'' [تہذیب: ج۵/ص۱۰۰]

بیع عِینَہ یہ ہے کہ کوئی چیز اُدھار زائد قیمت پر بیچ کر دوبارہ نقد کم قیمت پر خرید لی جائے۔ مثلاً ایک شخص نے ایک سو دس روپے میں کتاب خریدی اور ادائیگی ایک ماہ بعد طے پائی، اب فروخت کنندہ اسی شخص سے یہی کتاب ایک سو روپے میں نقد دوبارہ خرید لیتا ہے تو یہ بیع عینہ ہے جو سودی معاملہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے کیونکہ فروخت کنندہ نے دیا تو ایک سو روپیہ ہے مگر وصول ایک سو دس پانے ہیں یہی سود ہے۔

◉ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''علماء نے اس کے دو مفہوم بیان کئے ہیں:

① فروخت کنندہ یہ کہے کہ میں آپ کو نقد دس کی یا اُدھار بیس کی بیچتا ہوں۔ یہ مفہوم امام احمدؒ نے سماکؒ سے بیان کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سودے میں دو سودوں سے منع فرمایا، کی تشریح سماکؒ نے یوں کی ہے کہ فروخت کنندہ یہ کہے کہ اُدھار اتنے کی اور نقد اتنے کی۔ مگر یہ تشریح کمزور ہے کیونکہ اس صورت میں نہ تو سود شامل ہے اور نہ ہی دو سودے ہوئے ہیں، صرف دو قیمتوں میں سے ایک قیمت کے ساتھ سودا طے پایا ہے۔

② اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ فروخت کنندہ یوں کہے کہ میں آپ کو یہ چیز ایک سال کی مدت کے لیے ایک سو کے بدلے اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ میں آپ سے اَسّی کی نقد خرید لوں گا، حدیث کا اس کے علاوہ دوسرا کوئی معنی نہیں ہے۔'' [تہذیب:۵/۱۰۵،۱۰۶]

اس تفصیل سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوگئی کہ نقد اور اُدھار کے لیے دو علیحدہ علیحدہ قیمتیں مقرر کرنے سے اس حدیث کی مخالفت نہیں ہوتی جس میں نبی ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے اَحقر کی کتاب ''دورِ حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم'' ملاحظہ فرمایئے۔

④ اَدائیگی عمدہ طریقے سے کی جائے

ادھار میں بیع مکمل ہوتے ہی قیمت مشتری کے ذمے دَیْن (Debt) ہو جاتی ہے لہٰذا مشتری کا فرض ہے کہ وہ طے شدہ مدت کے اندر ادائیگی یقینی بنائے، لیت ولعل یا پس وپیش نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے قرض کی ادائیگی پر قادر مقروض کی طرف سے ٹال مٹول کو ظلم سے تعبیر فرمایا ہے۔ فروخت کنندہ کو بھی چاہیے کہ وہ طے شدہ مدت سے قبل ادائیگی کا مطالبہ نہ کرے۔ اگر خریدار تنگ دست ہو تو قرآنی حکم کے مطابق اس کو فراخ دستی تک مہلت دی جائے، اور اگر کسی وجہ سے بر وقت ادائیگی نہ کرسکے تو جرمانہ وصول نہ کیا جائے، کیونکہ یہ سود کے زمرے میں آتا ہے۔

⑤ مارکیٹ ریٹ خراب نہ کریں اور قیمت کا تقرر

بلا شبہ انسان اپنی چیز جس قیمت پر چاہے، فروخت کرسکتا ہے شریعت کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جس طرح استحصال اور ظالمانہ منافع خوری منع ہے، اسی طرح نامناسب حد تک قیمتیں کم کرکے مارکیٹ کا توازن خراب کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ چنانچہ امام مالکؒ نے اپنی شہرہ آفاق تالیف مؤطا میں حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے:

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ وَهُوَ يَبِيعُ زَبِيبًا لَهُ بِالسُّوقِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِمَّا أَنْ تَزِيدَ فِي السِّعْرِ وَإِمَّا أَنْ تُرْفَعَ مِنْ سُوقِنَا

[موطأ:کتاب البیوع، باب الحکرۃ والتربص]

''عمر بن خطابؓ حاطب بن ابی بلتعہؓ کے پاس سے گزرے اور وہ بازار میں اپنا منقیٰ بیچ رہے تھے، تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: یا تو قیمت میں اضافہ کرو یا ہمارے بازار سے اُٹھ جاؤ۔''

مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت رکھنا بھی دراصل اجارہ داری قائم کرنے اور دوسرے تاجروں کا راستہ روکنے کا ایک حربہ ہے، بالخصوص چھوٹے تاجر اس سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اسی وجہ سے حضرت عمرؓ حاطب بن ابی بلتعہ کو انتہائی کم نرخ پر بیچنے سے منع فرمادیا۔

جو حضرات قیمتوں میں عدم مداخلت کے قائل ہیں، وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سیدنا عمرؓ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا جیسا کہ سنن بیہقی میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ بازار سے واپس آئے تو اپنا محاسبہ کیا اور حاطب بن ابی بلتعہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: یہ میرا فیصلہ نہیں ہے۔ میرا مقصد تو شہر والوں کی بھلائی تھا، ورنہ آپ جہاں چاہیں اور جیسے چاہیں بیچیں۔ [موطا:ج۶/ص۲۹]

لیکن یہ روایت ثابت نہیں کیونکہ اس کو حضرت عمرؓ سے قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں جن کی حضرت عمر سے ملاقات ثابت نہیں۔ [السنن الکبریٰ: ج۷/ص۳۸۳، فتح الباری: ج۹/ص۴۷۸]

باقی جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ سے سرکاری طور پر اشیا کے ریٹ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ نے اتفاق نہ کیا اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ [سنن ابوداؤد: باب فی التسعیر، سنن الترمذی: باب ما جاء فی التسعیر]

''اللہ تعالیٰ ہی نرخ مقرر کرنے والا، تنگی، کشادگی کرنے والا اور رازق ہے۔''

تو یہ اس تناظر میں فرمایا جب قیمتوں میں اضافہ فطری اُصول کے تحت ہو رہا ہو، اس میں ناجائز منافع خوری کا عمل دخل نہ ہو۔ لیکن اگر تاجر صارفین کے ساتھ صریح زیادتی کر رہے ہوں تو پھر حکومتی مداخلت ناگزیر ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں عوام کو تاجروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا مناسب نہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''تاجروں کی ظالمانہ منافع اندوزی کو کنٹرول کرنا جائز ہے کیونکہ یہ فساد فی الارض ہے۔'' [حجۃ اللہ البالغۃ: ج۲/ص۱۹۹]

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہذیب وثقافت

محمد عطاء اللہ صدیقی

ویلنٹائن ڈے اور ہماری نوجوان نسل

۱۴فروری کو منایا جانے والا ویلنٹائن ڈے کا نام نہاد تہوار بھی جدید یورپ کی تہذیبی گمراہی اور ثقافتی بے اعتدالیوں کا شاخسانہ ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے بالآخر جنسی آوارگی، بے ہودگی اور خرافات کو مسلسل پراپیگنڈے کے زور پر ایک 'تہوار' بنا دیا ہے۔ مغربی میڈیا نوجوانوں میں اخلاقی نصب العین کے مقابلے میں ہمیشہ بے راہ روی کو فروغ دینے میں زیادہ دلچسپی کا اظہار کرتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں بھی ایک مخصوص طبقہ ویلنٹائن ڈے کے نام پر نوجوان نسل کو بے راہ روی اور بے ہودہ عشق بازی کے مشاغل میں مبتلا کرنے میں مصروف نظر آتا ہے۔

خدا کے فضل وکرم سے اہلِ پاکستان کی عظیم اکثریت اسلام کی اعلیٰ اخلاقی اقدار پر غیر متزلزل یقین رکھتی ہے۔ وہ ویلنٹائن ڈے کو مغرب کی تہذیبی گمراہی سمجھتے ہوئے اسے تہوار کے طور پر منانے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں ہے۔ مگر ایک متحرک اقلیت جو فکری افلاس اور تہذیبی درماندگی کا شکار اور مغربی ذرائع ابلاغ کے پراپیگنڈہ سے غیر معمولی طور پر متاثر ہے، ویلنٹائن ڈے کو نوجوان نسل کے سامنے 'محبت کا تہوار' بنا کر پیش کررہی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ حکومت اور ہمارے سنجیدہ طبقات نے ان ثقافتی لفنگوں کو نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کی کھلم کھلا چھٹی دے رکھی ہے۔ ان کی روک تھام کی جارہی ہے، نہ ہی پاکستان کی نوجوان نسل کو اس گمراہی سے بچانے کے لیے کوئی سنجیدہ کاوش کی جارہی ہے۔

ویلنٹائن ڈے کے آنے میں ابھی چند روز باقی ہیں مگر ہمارے الیکٹرانک میڈیا کے بعض ٹی وی چینلز نے اس کی تشہیر کی مہم جاری کر رکھی ہے۔ خواتین اینکر پرسن اپنے پروگراموں میں ویلنٹائن ڈے منانے کا درس دے رہی ہیں۔ اُنھوں نے پروگرام روم کو کیوپڈ کے نشانات سے

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجا رکھا ہے۔ اشتہارات میں ویلنٹائن ڈے کے تحائف دینے دلانے کے مناظر دکھائے جارہے ہیں۔ ایک ٹی وی چینل نے اپنے آنے والے پروگرام کا عنوان ہی '۱۴ فروری کے پھول' رکھ دیا ہے۔ ہر ٹی وی چینل ۱۴ فروری کو پیش کیے جانے والے پروگراموں کی تفصیلات پیش کررہا ہے۔ اشتہارات میں ویلنٹائن ڈے کی نسبت سے سرخ رنگ کو نمایاں طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ موبائل فون کمپنیوں نے اس ملک کی نوجوان نسل کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ ویلنٹائن ڈے قریب آتے ہی ان کی طرف سے مختلف پیکجز کے ذریعے نوجوانوں کو ترغیب دی جارہی ہے کہ وہ اپنے 'ویلنٹائن' کو محبت کے پیغامات دینے میں کس طرح ان کی خدمات سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ پھول بیچنے والوں نے سٹاک جمع کرلیے ہیں تاکہ ۱۴ فروری کو چاندی بنا سکیں۔ ہر بڑے سٹور پر ویلنٹائن کارڈ اور اس کے متعلقہ تحائف کے سٹال نظر آتے ہیں۔ پاکستان کی بیٹیاں بڑی بے باکی سے یہ کارڈ اور تحائف خریدتی نظر آتی ہیں، ان کے چہروں پر کسی پشیمانی، تاسف یا گناہ کے اثرات نظر نہیں آتے۔ ایک وقت تھا کہ 'بوائے فرینڈ' کا لفظ ہی اس قدر ناپسندیدہ تھا کہ کوئی لڑکی معاشرے کے خوف سے اِسے زبان پر نہیں لاسکتی تھی آج قوم کی ہزاروں بیٹیاں ویلنٹائن کے تحائف خریدنے اور اخبارات میں محبت اور بے ہودہ عشق بازی کے پیغامات شائع کرانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی۔ ہمارے معاشرے کا یہ بڑھتا ہوا اخلاقی زوال ہمارے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔

جو لوگ ویلنٹائن ڈے کو محض 'محبت کا تہوار' بنا کر پیش کرتے ہیں اور اسے منانے میں کوئی اخلاقی قباحت محسوس نہیں کرتے، وہ حقائق سے چشم پوشی کررہے ہیں۔ یا تو اُنھیں اس یوم کے حوالے سے یورپ کی تاریخ کا علم نہیں ہے یا پھر وہ محبت کے جنوں میں کسی سچائی کو جان لینے کی خواہش نہیں رکھتے۔ حیرت تو یہ ہے کہ بعض لاعلم خواتین وحضرات ویلنٹائن ڈے پر اپنے والدین اور بہن بھائیوں کو محبت کے پیغامات بھجواتے ہیں اور اِسے اپنے خیال میں ایک نیک اور اچھا عمل سمجھتے ہیں۔ درحقیقت ہمارے ہاں اباحیت پسندوں نے 'محبت' کے لفظ کا بے حد استحصال کیا ہے۔ وہ برملا 'شہوت' اور 'فسق' کی تبلیغ کی جراءت تو نہیں کرسکتے، اِسی لیے شہوت رانی کے لیے 'محبت' اور فسق کے لیے 'عشق' جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ حقائق کے متلاشی ہیں، اُنھیں جان لینا چاہیے کہ ویلنٹائن ڈے مغرب میں بھی اَوباشوں اور لفنگوں کا دن سمجھا جاتا ہے۔ مغرب کے سنجیدہ اور سچی اقدار پر یقین رکھنے والے بھی ویلنٹائن ڈے کو گمراہی سمجھتے ہیں۔ آج بھی یورپ اور امریکا میں مذہب پر یقین رکھنے والوں کی اکثریت ہے۔ یورپ اور امریکا میں ویلنٹائن ڈے کو شروع میں جوش وخروش سے منانے والوں میں ہم جنس پرستی میں مبتلا نوجوان لڑکے اور لڑکیاں پیش پیش تھیں۔ سان فرانسسکو اور امریکا کے دیگر شہروں میں یہ نوجوان برہنہ ہوکر جلوس نکالتے تھے۔ اس جلوس کے شرکا اپنے سینوں اور اعضائے مخصوصہ پر اپنے محبوبوں کے نام چپکائے ہوتے تھے۔ اس دن جنسی انارکی کا بدترین مظاہرہ دیکھنے میں آتا ہے۔

جس دن 'ویلنٹائن ڈے' کو منا منا کر ہمارے بعض 'محبت کے متوالے' ہلکان ہوتے رہے ہیں، وہ 'تقریبِ شریف' تو اہلِ مغرب کے لیے بھی بدعتِ جدیدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ماضی میں یورپ میں بھی اس کو منانے والے نہ ہونے کے برابر تھے، اس دن کے متعلق مغربی ذرائع اَبلاغ بھی اس قدر حساس نہیں تھے۔ اگر یہ کوئی بہت اہم یا ہردلعزیز تہوار ہوتا تو انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس کا ذکر محض چار سطور پر مبنی نہ ہوتا، جہاں معمولی معمولی واقعات کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں سینٹ ویلنٹائن کے متعلق چند سطری تعارف کے بعد ویلنٹائن ڈے کے متعلق تذکرہ محض ان الفاظ میں ملتا ہے:

> ''سینٹ ویلنٹائن ڈے' کو آج کل جس طرح عاشقوں کے تہوار (Lover's Festival) کے طور پر منایا جاتا ہے یا ویلنٹائن کارڈز بھیجنے کی جو نئی روایت چل نکلی ہے، اس کا سینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق یا تو رومیوں کے دیوتا لوپر کالیا کے حوالہ سے پندرہ فروری کو منائے جانے والے تہوارِ بارآوری یا پرندوں کے 'ایامِ اختلاط' (Meeting Season) سے ہے۔''

گویا اس مستند حوالہ کی کتاب کے مطابق اس دن کی سینٹ سے سرے سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ بعض رومانیت پسند اَدیبوں نے جدت طرازی فرماتے ہوئے اس کو خواہ مخواہ سینٹ ویلنٹائن کے سرتھوپ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ نے ماضی میں کبھی بھی اس تہوار کو قومی یا

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقافتی تہوار کے طور پر قبول نہیں کیا۔ البتہ آج کے یورپ کے روایت شکن جنونیوں کا معاملہ الگ ہے۔

ایک اور انسائیکلو پیڈیا 'بک آف نالج' میں اس دن کے بارے میں نسبتاً زیادہ تفصیلات ملتی ہیں مگر وہ بھی تہائی صفحہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس کی پہلی سطر ہی رومان انگیز ہے:

''۱۴ فروری محبوبوں کے لیے خاص دن ہے۔''

اس کے بعد وہی پرندوں کے اختلاط کا ملتا جلتا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے:

''ایک وقت تھا کہ اسے سال کا وہ وقت خیال کیا جاتا تھا جب پرندے صنفی مواصلت کا آغاز کرتے ہیں اور محبت کا دیوتا نوجوان مردوں اور عورتوں کے دلوں پر تیر برسا کر اُنھیں چھلنی کرتا ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ انکے مستقبل کی خوشیاں ویلنٹائن کے تہوار سے وابستہ ہیں۔''

اس انسائیکلو پیڈیا میں 'ویلنٹائن ڈے' کا تاریخی پس منظر یوں بیان کیا گیا ہے:

''ویلنٹائن ڈے کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ اس کا آغاز ایک رومی تہوار لوپر کالیا (Luper Calia) کی صورت میں ہوا۔ قدیم رومی مرد تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیصوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے۔ بعض اوقات یہ جوڑے تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔ بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ویلنٹائن کے نام سے منایا جانے لگا تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا۔ اسے ہر اس فرد کے لیے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقۂ حیات کی تلاش میں تھا۔ سترہویں صدی کی ایک پراُمید دوشیزہ سے یہ بات منسوب ہے کہ اس نے ویلنٹائن والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیے کے ساتھ پانچ پتے ٹانکے۔ اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاوند دیکھ سکے گی۔ بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈز کا سلسلہ شروع کردیا۔''

۱۴ فروری کو سینٹ ویلنٹائن سے منسوب کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کے متعلق کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں ہے البتہ ایک غیر مستند خیالی داستان پائی جاتی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ (Nun) کی زلفِ گرہ گیر کے اسیر ہوئے۔ چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا، اس لیے ایک ویلنٹائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لیے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی ملاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں یہ سب کچھ کر گزرے۔

۱۹۹۷ء میں شائع ہونے والے انسائیکلو پیڈیا آف کیتھولک ازم (Catholicism) کے بیان کے مطابق سینٹ ویلنٹائن کا اس دن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصل الفاظ ملاحظہ کیجیے:

''ویلنٹائن نام کے دو مسیحی اولیا (Saints) کا نام ملتا ہے۔ ان میں سے ایک کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ روم کا ایک پادری تھا جسے رومی دیوتاؤں کی پوجا سے انکار کرنے پر ۲۶۹ء میں شہنشاہ کلاڈئیس دوم (Cladius-II) کے حکم پر موت کی سزا دی گئی۔ دوسرا طرنی (Terni) کا ایک بشپ تھا جس کو لوگوں کو شفا بخشنے کی روحانی طاقت حاصل تھی۔ اسے اس سے بھی کئی سال پہلے 'شہید' کر دیا گیا تھا...... آیا کہ ایک سینٹ ویلنٹائن تھا یا اس نام کے دو افراد تھے؟ یہ ابھی تک ایک کھلا ہوا سوال ہے۔ البتہ یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ ان دونوں کا محبت کرنے والے جوڑوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ محبت کے پیغامات یا تحائف بھیجنے کا رواج بعد میں غالباً اَزمنۂ وسطیٰ میں اس خیال کے تحت شروع ہوا کہ ۱۴فروری پرندوں کی جنسی مواصلات کا دن ہے۔ مسیحی کیلنڈر میں یہ دن کسی سینٹ کی یاد میں تہوار کے طور پر نہیں منایا جاتا۔''

(The Harper Lollins Encyclopeadia of Catholicism: p.1294)

فرض کیجیے مسیحی یورپ یا روم کی تاریخ میں سینٹ ویلنٹائن نام کے کوئی 'شہید محبت' گذرے بھی ہیں، تب بھی ہمارے لیے ایسے تہواروں کو منانا نرم ترین الفاظ میں ایک 'شرم ناک ثقافتی مظاہرہ' ہوگا۔ امریکا اور یورپ کے جنس پرستوں کے ساتھ کندھا ملا کر چلنا ہمارے لیے کوئی باعثِ افتخار اَمر نہیں ہے۔ ہمارا دین اور ہماری تہذیب اس گراوٹ سے ہمیں بہت بلند دیکھنا چاہتے ہیں۔

مغرب کی طرف سے درآمد کردہ ویلنٹائن جیسے فحش انگیز، بے ہودہ تہوار پاکستان جیسے اسلامی ملک کی تہذیب و ثقافت کے لیے سنگین خطرات پیدا کررہے ہیں۔ ویلنٹائن جیسے تہواروں کی حوصلہ شکنی بلکہ بیخ کنی کے لیے حکومتِ پاکستان کو بھرپور اقدامات کرنے چاہئیں۔ اسلامی طرزِ حیات کو فروغ دینا حکومتِ پاکستان کا آئینی فریضہ ہے۔ عوام کی بے ضرر تفریحی تقریبات میں حکومت کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے، مگر ایسی بے ہودہ سرگرمیاں جو اسلامی

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقیات کا جنازہ نکال دیں، ان کے متعلق حکومت کو خاموش تماشائی کا کردار اَدا نہیں کرنا چاہیے۔ہمیں نئی نسل کی فکری راہنمائی کے فریضے سے غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

ویلنٹائن ڈے کے متعلق پاکستان کے سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے ۲۰۰۲ء میں جن خدشات کا اظہار کیا تھا، وہ آج پہلے سے زیادہ حقیقی نظر آتے ہیں۔اُنھوں نے کہا تھا:

''مغرب سے گہری وابستگی اور قربت کے طوفان کو نہ روکا گیا تو مغربی فضولیات ہماری معاشرتی اَقدار کو بہالے جائیں گی۔ ویلنٹائن ڈے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔انگریزی تہذیب کے ایام ہماری نئی نسل کے کردار کو مسخ کردیں گے۔اس حوالے سے نئی نسل کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔مغرب اسلام سے چونکہ بہت خائف ہے، اسی لیے وہ ہمارے معاشرے میں ایسے تہواروں کو فروغ دے رہا ہے۔''

سانحہ ارتحال: موتُ العالِم موتُ العالَم یقیناً کسی عالم کی موت پورے عالم کی موت ہوا کرتی ہے، کیونکہ ایک عالم کے دارِ فانی سے کوچ کرتے ہی وہ سب علمی فیوض جن سے سارا عالم سیراب ہو رہا ہوتا ہے معطل ہو کے رہ جاتی ہیں یا پھر ایک عالم اپنے علم سے مردہ دلوں کو زندگی بخشنے کا ذریعہ بنتا ہے،لہٰذا اس کی موت سے بنجر دلوں کی شادابی کی جاتی ہے جس کے بغیر وہ ایک ایسے مردہ جسم کی مانند رہ جاتے ہیں جس میں زندگی کی رمق تک نہ ہو۔حافظ محمد اسمٰعیل الخطیبؒ بھی ان تمام صفات سے متصف تھے جو ایک عالم میں پائی جاتی ہیں۔اور وہ آج ہم سے بچھڑ چکے ہیں۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون!

حافظ صاحب ایک عالم باعمل تھے۔تحصیلِ علم کے بعد آپ کی ساری زندگی قرآن وسنت کی اشاعت اور بدعات وخرافات کی بیخ کنی میں گزری۔حافظ صاحبؒ ایک منجھے نکتہ رس اور مانے ہوئے خطیب تھے۔آپکے علم میں رسوخ اور تبحر علمی کی توثیق بقیۃ السلف حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ جیسے عالم باعمل سے بھی ہوچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حافظ محمد اسمٰعیل الخطیبؒ کو اس خوبی سے نوازا تھا کہ آپ اپنے خطبات یا وعظ کے دوران آیاتِ قرآنیہ اور اَحادیث سے سیکڑوں بامقصد نکات نکالتے کہ سننے والا دنگ رہ جاتا اور ان کی اس خوبی کے علماء ومشائخ بھی معترف تھے۔آپ کے خطبات سے کتنے ہی لوگوں نے راہ ہدایت پائی۔حافظ صاحبؒ ایک عرصہ سے معدہ کے کینسر میں مبتلا تھے،لیکن عرصہ تین مہینہ سے بیماری زور پکڑ گئی اور آخر ۲۲ر فروری ۲۰۱۰ء بروز سوموار خالق حقیقی سے جاملے۔اِدارہ محدث ان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی لحد پر کروڑوں رحمتیں برسائے۔آمین

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۃ المشاہیر

ڈاکٹر حافظ محمد طارق

ابوعبید قاسم بن سلامؒ کے اَحوال و آثار

نام و نسب

ابوعبید قاسمؒ دوسری صدی ہجری کے معروف فقیہ، نحوی اور عالم قرآن تھے۔ آپ کا نام قاسم، کنیت ابوعبید اور باپ کا نام سلام تھا۔ ابن ندیم نے اپنی معروف تصنیف الفهرست میں اتنا اور اضافہ کیا ہے: "قيل سلام بن مسكين بن زيد" [1]

ولادت

ابوعبیدؒ قاسم ۱۵۴ھ/ ۷۷۰ء میں خراسان کے شہر ہرات میں پیدا ہوئے۔[2] ان کے والد رومی النسل اور ہرات کے کسی شخص کے غلام تھے۔ قبیلہ اَزد سے ان کا تعلق تھا۔ عرصۂ دراز تک بغداد میں مقیم رہے۔ اسی بنا پر اَزدی اور بغدادی کی نسبتوں سے مشہور ہیں۔ [3]

تعلیم و تربیت

ابوعبیدؒ نے علم کی تلاش و جستجو میں متعدد مقامات کے سفر کئے۔ ابتدائی عمر ہی میں اُنہوں نے کوفہ اور بصرہ کا سفر کیا تاکہ خلافتِ اسلامیہ کے ابتدائی دور کے علما کی زیرنگرانی اَدب، فقہ حدیث اور دینی علوم کی تحصیل کریں۔[4] علامہ ابن سعدؒ کا بیان ہے:

"طلب للحديث والفقه"[5] "یعنی حدیث وفقہ کی تلاش و جستجو کی۔"

آپ نے علم کے حصول میں ابن معین کے ہمراہ مصر کا سفر اختیار کیا، طبقات ابن سعد میں

---

① الفهرست لابن نديم، ص۱۲

② اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اوّل، مقالہ ابوعبید القاسم بن سلام

③ تاریخ بغداد: ۱۲/ ۴۰۳-۴۰۴

④ إرشاد الفحول إلى تحقيق الحق من علم الاصول: ۱۶۲/۶

⑤ طبقات ابن سعد: ۹۳/۲

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے بارے میں مکہ اور مدینہ جانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ⑥

اساتذہ وشیوخ

ابوعبیدؒ نے نحو، لغت، قراءت اور حدیث کی تکمیل جن ائمہ فن اور اکابر فضلا سے کی تھی، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

ابن عربیؒ، ابوبکرؒ بن عیاش، ابوزکریا کلابیؒ، ابو زید انصاریؒ، ابوعمرو شیبانیؒ، اسماعیل بن جعفرؒ، اصمعیؒ، جریر بن عبدالحمیدؒ، سفیان بن عیینہؒ، شجاع بن نصرؒ، صفوان بن عیسیٰؒ، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، یحییٰ بن سعید قطانؒ، یحییٰ بن صالح اور یزید بن ہارونؒ وغیرہ۔ اس زمانہ میں کوفہ اور بصریٰ نحو ولغت کے مرکز تھے۔ ابوعبیدؒ کو دونوں مراکز کے ائمہ فن سے کسب فیض کا موقع ملا۔ ⑦

تلامذہ

ابوعبید القاسمؒ جیسے فاضل اور یکتائے زمانہ سے متعدد طلبا نے استفادہ کیا۔ مؤرخین نے ان کے کچھ شاگردوں کے نام بیان کیے ہیں:

ابوبکر بن ابی الدنیا، احمد بن یحییٰ بلاذری، احمد بن یوسف تغلبی، حسن بن مکرم، عباس دوری، عباس عنبری عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، علی بن عبدالعزیز بغوی، محمد بن اسحٰق صاغانی، محمد بن یحییٰ مروزی اور نصر بن داؤد۔ ⑧

روایات

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ ان کی روایتیں کتبِ حدیث میں میری نظر سے نہیں گزریں، البتہ ان کے اَقوال اکثر کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں۔ ⑨

امام بخاریؒ نے 'کتاب الادب' اور بعض دوسرے اَبواب و کتب میں، امام ابو داؤدؒ نے کتاب الزکوٰۃ میں اور امام ترمذیؒ نے قراءت ونحو کے متعدد اَبواب میں ان کے اقوال نقل کئے

---

⑥ طبقات ابن سعد: ۲/ ۹۳

⑦ تہذیب التہذیب: ۸/ ۳۱۵ ⑧ ایضاً

⑨ تقریب التہذیب، تحقیق وتعلیق ارشاد الحق اثری، ص ۲۰۵

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ [10]

دینی علوم میں مہارت

ابو عبید قاسمؒ مختلف علوم وفنون کے جامع اور گوناگوں اَوصاف اور کمالات سے متصف تھے۔ احمدؒ بن کامل فرماتے ہیں:

''ابوعبیدؒ اپنے زمانہ میں ہرفن کے امام، جملہ اسلامی علوم: قراءت، تفسیر قرآن، فقہ، حدیث اورعربیت کے ماہر ومتبحر عالم اور روایات واَخبار کے صحیح ناقل و راوی کی حیثیت سے مشہور و ممتاز تھے۔''

عبداللہ بن جعفر کا بیان ہے کہ

''ابوعبداللہؒ بغداد کے ان مشہور علماے اسلام میں تھے جوکوفیوں کے نحوی مذہب کے قائل اور کوفیوں اور بصریوں سے نحو، لغت اور غریب الفاظ کے راوی، جملہ علوم میں یکتا و جامع، قراءت کے عالم اور علم واَدب کے تمام فنون میں کثیر التصانیف تھے۔'' [11]

علامہ ابن کثیرؒ مختلف علوم وفنون میں ان کی مہارت کا ان الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں:

أحد ائمة اللغة والفقه والحديث والقرآن والأخبار وأيام الناس [12]

''وہ لغت، فقہ، حدیث، قرآن اوراخبار و وقائع کے ماہراورائمۂ فن میں تھے۔''

علامہ موصوف میں تلاش وتحقیق کا خوب ذوق پایا جاتا تھا۔ اُنہوں نے اپنی کتاب 'غریب الحدیث' کی تکمیل میں ۴۰ سال صرف کر دیئے۔ علمی تحقیق کے سلسلے میں اُنہیں اپنے معاصرین بلکہ اپنے سے کم تر درجہ کے لوگوں سے بھی استفادہ میں کوئی عار نہیں تھا۔

ذیل میں ان کے علمی کمالات کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

① قراءت وتفسیر

ابوعبید قاسمؒ قرآنِ مجید اوراس کے متعلقہ علوم پر دسترس رکھتے تھے اورفن قراءت میں تو وہ امامِ وقت تھے۔ ان کی معروف تصنیف 'کتاب القراءت' کا ذکر کرتے ہوئے صاحب

---

[10] تهذيب التهذيب: ۳۱۸/۸

[11] تاریخ ابن خلکان، بتحقیق الدکتور احسان عباس: ۱۶۳/۲

[12] البداية والنهاية: ۲۹۱/۱۰

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشف الظنون نے لکھا ہے کہ

''لوگوں نے ابو عبیدؒ کو ممتاز قاری قرار دیا ہے۔''⑬

بعض مؤرخین نے ان کو أحد أئمة القرآن کے نام سے یاد کیا ہے۔

② حدیث

ابو عبیدؒ کو جن علوم سے خاص تعلق اور اشتغال تھا، ان میں ایک فن حدیث بھی ہے۔ طلب حدیث میں موصوف کے شوق و دلچسپی کا مؤرخین اور علماے سیرت نے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اصحابِ فن نے المُحدِّث اور عالم بالحدیث کے الفاظ سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ فن حدیث میں اُنہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں جو متاخرین علما کی توجہ کا مرکز رہیں۔

ابو عبیدؒ حدیثوں کے حافظ اور اس کی دقیق علتوں سے پوری طرح باخبر تھے۔ امام ابو داؤدؒ نے اُنہیں ثقہ و مامون، دارقطنی، یحییٰ بن معین اور ابن ناصر الدین نے ثقہ اور حافظ، ابن حجر نے ثقہ اور فاضل قرار دیا ہے۔⑭

③ فقہ

علامہ ابو عبیدؒ کا خاص فن فقہ ہے، اس موضوع پر ان کی متعدد تصانیف ہیں۔ خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں کہ فقہ میں ابو عبیدؒ کی نظر بڑی دقیق اور راسخ تھی۔ علامہ ذہبیؒ نے اُنہیں فقیہ و مجتہد اور عارف بالفقہ کے لقب سے موسوم کیا ہے۔⑮

④ ادب وعربیت

ابو عبید قاسمؒ کو سب سے زیادہ لگاؤ ادب، لغت، نحو اور عربیت سے تھا۔ ان فنون میں ان کی کئی بلند پایہ کتابیں ہیں۔ علامہ ابن سعدؒ نے ان کو ادیب، صاحبِ نحو وعربیت لکھا ہے۔⑯

علمی مقام ومرتبہ

محدث ابو عبیدؒ قاسم کے علم وفضل کے متعلق بے شمار اَقوال کتابوں میں مذکور ہیں۔ ان

⑬ کشف الظنون: ۲/۲۹۴

⑭ تہذیب التہذیب: ۸/۳۱۸......تاریخ بغداد: ۱۲/۴۱۴-۴۱۵

⑮ تاریخ بغداد: ۱۲/۴۱۴ ⑯ طبقات ابن سعد: ۲/۹۳

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اساتذہ، تلامذہ، معاصرین اور سوانح نگار سب ان کے علمی کمالات کے مداح و معترف ہیں۔ اسحٰقؒ بن راہویہ فرماتے ہیں کہ

''ابوعبیدؒ مجھ سے اور امام احمدؒ و امام شافعیؒ سے زیادہ صاحبِ علم اور علم و ادب اور جامعیت و کمال میں ہم سب سے زیادہ ممتاز و فائق تھے۔ ہم لوگ تو ان کے محتاج ہیں مگر وہ ہم سے مستغنی ہیں۔''

جبکہ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

''وہ ہمارے شیخ اور ان بزرگوں میں تھے جن کی خیر و برکت میں برابر اضافہ ہوتا ہے۔''⑰

ابن کثیرؒ نے أحد أئمة الدنیا، حافظ ابن حجرؒ نے الإمام المشهور، امام ذہبیؒ نے العلامة العالم اور الإمام البحر جیسے اَلقاب کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے۔⑱

فقہی مسلک

ابوعبیدؒ خود فقیہ اور مجتہد تھے اور اپنے دور کے مذاہبِ فقہ میں کسی مذہب کے مقلد نہ تھے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے مقابلے میں امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے مذہب سے زیادہ قریب تھے۔ چنانچہ اپنی کتابوں میں ان بزرگوں کے مسالک کے شواہد، احادیث و روایات سے ان کی تطبیق اور نحوی ولغوی استدلال سے ان کو قوی ثابت کیا ہے جس سے ان مذاہب کی جانب ان کے رجحان کا پتہ چلتا ہے۔⑲

لیکن درحقیقت وہ کسی مسلک کے پابند نہ تھے، البتہ صاحبِ فقہ اور مجتہد ہونے کے باوجود امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے علمی و فقہی طور پر زیادہ قربت رکھتے تھے۔

تصانیف

ابوعبید قاسمؒ علمی کمالات کے ساتھ مسلمہ مصنف اور اہل قلم بھی تھے۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ

''ان کی تصانیف لوگوں میں مشہور اور مقبول تھیں۔''⑳

---

⑰ تذکرة الحفاظ: ۲/۶
⑱ تاریخ ابن خلکان، ۲/۱۶۳
⑲ تاریخ بغداد، ۱۲/۴۰۵
⑳ البدایة والنهایة: ۱۰/۲۹۲

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاحظ جیسے بلند پایہ ادیب و انشا پرداز کو بھی ان کی تصانیف کی خوبیوں کا اعتراف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

"لم یکتب الناس أصح من کتبه ولا أکثر فائدة"[۴۱]

''ان سے زیادہ صحیح، عمدہ اور مفید کتابیں لوگوں نے نہیں لکھیں۔''

موصوف نے مختلف فنون پر کتابیں لکھیں۔ مؤرخین اور علماے سیر نے ان کو کثیر التصانیف اور صاحب مصنفاتِ کثیرہ لکھا ہے۔ ابن ندیم نے ان کی بیس کتابوں کے نام لکھے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے علاوہ بھی فقہ میں متعدد کتابیں اُنہوں نے لکھیں۔[۴۲]

کتبِ فقہ

ذیل میں ان کی بعض کتابوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

① کتاب الاحداث ② کتاب الحیض

③ کتاب الحجر والتسلیم ④ کتاب أدب القاضی

⑤ کتاب الناسخ و المنسوخ ⑥ کتاب الأیمان والنذور[۴۳]

کتبِ قراءت وقرآن

① کتاب فضائل القرآن ② کتاب المقصور والممدود

③ کتاب القراء ت ④ کتاب معانی القرآن

کتبِ حدیث

① کتاب الطھارة یاکتاب الطھور ②غریب الحدیث[۴۴]

---

۴۱ معجم الادباء:۱۶۳/۶ ۴۲ الفہرست، ص۱۱۲

۴۳ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الفہرست، ص۱۱۲، کشف الظنون:۱۵۰/۱، ۱۶۷، ۱۶۱/۲، ۱۴۴۹، الرسالۃ المستطرفۃ، ص۴۰

۴۴ اس کتاب میں حدیثوں کے دقیق مسائل و مباحث اور مشکل الفاظ و لغات کی تشریح کی گئی ہے۔ ابوالمظفر محمد بن آدم (ت۴۱۴ھ) اس کے شارح ہیں۔ (کشف الظنون:۱۶۷/۱)

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب انساب، شعر ونحو

① کتاب النسب ② کتاب الشعراء

③ کتاب المذکر والمؤنث

امام موصوف کی ایک بلند پایہ تصنیف 'کتاب الاموال' ہے، یہ چھپ چکی ہے۔[25] اور بہت سے اَجزا و اَبواب پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اسلامی حکومتوں کے مالیاتی نظام سے متعلق تمام اُمور و مسائل پر جامع وحاوی ہے۔ حدیث کے علاوہ فقہی اور اجتہادی حیثیت سے بھی اس کتاب کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ ''یہ فقہ کی بہترین کتاب ہے۔''[26]

بعض اصحابِ سیر کے نزدیک ابوعبید قاسمؒ کی تصنیفات میں سب سے اہم اور بے نظیر کتاب غریب المصنّف یا المصنَّف الغریب ہے، اس میں اُنہوں نے پہلے انسان پھر عرش اور اس کے بعد گھوڑوں اور اونٹوں اور دوسرے اَنواع و صفات کی خلقت کا یکے بعد دیگرے تذکرہ کیا ہے۔[27]

اس کتاب کو مصنف خود بھی بہت پسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ میرے نزدیک دس ہزار دینار سے بہتر ہے۔[28]

وفات

معتصم باللہ کے عہدِ خلافت میں ۲۲۳ھ میں مکہ معظّمہ میں ۷۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

ص

---

[25] ۱۳۵۳ھ میں محمد حامد الفقی نے پہلی مرتبہ کتاب الاموال کو ۶۱۶ صفحات میں مصر سے کئی نسخوں سے مقابلہ وتصحیح کے بعد شائع کیا ہے۔

[26] تاریخ بغداد: ۱۲/۴۰۵

[27] ایضاً: ۱۲/۴۰۶

[28] الفہرست، ص۱۱۳

www.KitaboSunnat.com,www.Mohaddis.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.mohaddis.com

CPL No. 49
Vol.42 No.3
Monthly MUHADDIS Lahore
5866476
5866396

- **عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں**
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

- **علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکارِ انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں**
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

- **غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے**
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

- **تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظرانداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے**
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

- **آئین وسیاست سے بیگانہ ہوکر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہوجانا زندگی سے فرار ہے**
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

- **جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے**
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ **محدث** لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے —— زرِ سالانہ ۲۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700